خدام الاحمدیہ عثمان آباد، مہاراشٹر کی طرف سے وقارِ عمل کا انعقاد

خدام الاحمدیہ ریشی نگر، کشمیر کی طرف سے ”مسرور ٹرافی“ والی بال کا انعقاد

خدام الاحمدیہ کولگام زون اے، کشمیر کی طرف سے ڈسکشن پروگرام کا انعقاد

خدام الاحمدیہ کیرنگ، اوڈیشہ کی طرف سے فٹبال ٹورنامنٹ کا انعقاد

”مسرور ٹرافی“ فٹبال ٹورنامنٹ خدام الاحمدیہ پتھاپریم، کیرالہ کی چند تصاویر

ماہنامہ   از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

مئی/2026ء

ذوالقعدہ،ذوالحجہ 1447 ہجری قمری

ہجرت،1405 ہجری شمسی

نگران

نیاز احمد نائک
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر

فواد احمد ناصر ،احسان علی اوکے
مصور احمد مسرور

مینیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر ،مرشد احمد ڈار،
سید گلستان عارف

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 220 روپیہ ،بیرون ملک:: 150 $
قیمت فی پرچہ :20 روپیہ

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ	3
کلام الامام المہدیؑ / امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 01/اگست 2025ء	5
خلافت احمدیہ: قدرت ثانیہ کا زندہ نشان	9
برکاتِ خلافت	13
گوشۂ ادب	21
بنیادی مسائل کے جوابات	22
فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ	23
Diary Dose	24
بزم اطفال	25
اعلانات	26
ملکی رپورٹس	27
Health & Fitness	28
سائنس کی دنیا	29
Khilafat: A beacon of Hope in this Warring Era	32
April Fool: A Sin or a Joke?	35
Summary of the Friday Sermon	40

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. Editor: Niyaz Ahmad Naik

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا۔ (آل عمران: ۱۰۴)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔

انسانیت اس وقت شدید انتشار، بے یقینی اور عدم تحفظ کا شکار ہے۔ مذہب، جو کہ انسانیت کو جوڑنے کا ذریعہ ہونا چاہیے تھا، بدقسمتی سے بہت سے مقامات پر تقسیم اور ٹکراؤ کا سبب بن چکا ہے۔ عالمی طاقتیں اپنے سیاسی اور معاشی مفادات کے حصول کے لیے کمزور اقوام کو کچل رہی ہیں، اور انصاف وامن محض نعرہ بن کر رہ گیا ہے۔

ایسے نازک اور پر آشوب دور میں یہ سوال انتہائی اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ انسانیت کی رہنمائی اور حقیقی فلاح کا راستہ کیا ہے؟ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی دنیا انتشار کا شکار ہوئی، اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے نظامِ خلافت کو قائم فرمایا۔ خلافت دراصل وہ الٰہی نظام ہے جو انسان کو خدا سے جوڑتا اور مخلوقِ خدا کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ یہی وہ مضبوط رسی (حبل اللہ) ہے جسے تھامنے سے اتحاد، امن اور ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔

اداریہ

دورِ حاضر میں خلافتِ احمدیہ اس الٰہی نظام کی ایک زندہ اور روشن مثال ہے۔ خلیفۃ المسیح نہ صرف روحانی سردار ہیں بلکہ وہ دنیاوی طاقتوں کو امن، محبت اور اخوت کا پیغام دے رہے ہیں۔ ان کی قیادت میں جماعت احمدیہ دنیا کے کونے کونے میں خدمتِ انسانیت، تعلیم، اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں مصروفِ عمل ہے۔

خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دور میں امن کے سب سے بڑے داعی کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ آپ نے عالمی طاقتوں، سیاستدانوں اور لیڈرز کو بارہا توجہ دلائی ہے کہ اگر انصاف اور امن کو قائم نہ کیا گیا تو دنیا ایک ہولناک تباہی کی طرف بڑھ سکتی ہے۔ آپ کے خطابات، خطوط اور عالمی فورمز پر دیے گئے پیغامات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ حقیقی معنوں میں انسانیت کے خیر خواہ ہیں۔

آج جبکہ دنیا کو ایک ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بھلائی کے لیے کام کرے، خلافتِ احمدیہ ایک امید کی کرن بن کر ابھرتی ہے۔ یہ نظام نہ صرف روحانی سکون فراہم کرتا ہے بلکہ ایک عادلانہ اور پُرامن معاشرے کی بنیاد بھی رکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والا بنائے اور دنیا خلافت کے پیغام کو سننے والی اور اس پر عمل پیرا ہونے والی ہو۔ آمین۔

اَلْقُرْاٰنُ الْکَرِیْمُ

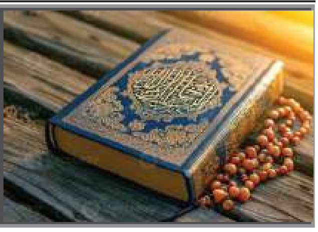

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ (سورۃ نور آیت ۵۶)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت ِراشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مؤیّد من اللہ ہوگا۔۔۔۔ پھر اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ اوّل۔ خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔۔۔۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اُس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۰

إِنْفَاخُ النَّبِيِّ ﷺ

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ: تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیکُمْ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ، ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی، ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ، ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی، ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًا، فَتَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ تَکُوْنَ، ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی، ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً، فَیَکُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰہُ أَنْ یَکُوْنَ، ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی، ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ نُبُوَّۃٍ ثُمَّ سَکَتَ۔۔۔

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نبوت کو اٹھالے گا اور پھر اس کے بعد نبوت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ خلافت کو اٹھالے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل وغارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور و جبر والی بادشاہت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیر و مشکوۃ المصابیح باب الانذار و التحذیر)

كَلَامُ الإِمَامِ المَهْدِيِّ ؑ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپؐ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپؐ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام تھا وہ اس زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اس کا نام خاتم الخلفاء ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 ص 90)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بھی ہر احمدی عہد بیعت باندھتا ہے۔ پس اس عہد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے خلافت کی طرف سے جو ہدایات آتی ہیں، جو نصائح کی جاتی ہیں، جو پروگرام دیئے جاتے ہیں ان پر عمل کر کے ہی اس عہد کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

بیعت کے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ ان شرائط کی پابندی کرے گا جو بیعت کی شرائط ہیں اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرے گا اور جیسا کہ مَیں نے کہا خلیفۂ وقت کا کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام اور آپ کی نصائح کو آگے پھیلانا ہے۔ اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے پہ پھیلانا ہے۔ پس جب ہر احمدی اس سوچ کے مطابق اپنے آپ کو بنائے گا تب ہی حقیقی اطاعت کے معیار قائم ہوں گے۔ تب ہی جماعت کی اِکائی قائم ہو گی۔ تب ہی تبلیغ کے میدان کھلیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 09 ؍اکتوبر 2015ء)

خطبات و خطابات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱؍اگست ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۸؍وفا ۱۴۰۴ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گذشتہ اتوار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ یوکے اپنے اختتام کو پہنچا تھا، یہ تین دن بڑی برکتوں والے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دکھانے والے دن تھے، اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اِن تین دنوں میں اپنے بے شمار فضلوں سے نوازا اور جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمایا اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موسم بھی اچھا رہا اور تمام پروگرام بڑی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئے۔

جلسے کی بنیادی کارروائی یعنی تقریروں اور دیگر پروگراموں کے علاوہ تبلیغی اور معلوماتی لحاظ سے مختلف شعبہ جات نے نمائشوں کی جو ترتیب دی ہوئی تھی، اِس کا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیروں پر بہت اچھا اثر ہوا، اور احمدیوں کو بھی اکثر لوگوں کو اپنی معلومات میں مزید اضافے کی توفیق ملی۔ اِسی طرح ایم ٹی اے نے بھی جلسے کی کارروائی کے درمیانی وقفوں میں مختلف معلوماتی پروگرام دکھائے اور معلومات دیں، جن کا لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا، دوسرے ممالک میں بیٹھے ہوئے احمدیوں نے بھی اِسے بڑا پسند کیا کہ ہمیں بھی بہت سی نئی باتیں پتا لگیں اور اِسی طرح ایم ٹی اے نے اِس دفعہ دنیا کے تقریباً ۵۶؍ممالک میں ۱۱۹؍ مراکز کے ساتھ جلسے کو جوڑا۔ اِس رابطے کے ذریعے دونوں طرف سے لوگ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے، ہم یہاں سے اُنہیں دیکھ سکتے تھے اور وہ وہاں سے براہِ راست ہمیں دیکھ رہے تھے۔ محض ٹی وی کی نشریات نہیں تھیں، جو وہ سن رہے تھے، بلکہ براہِ راست رابطہ بھی تھا۔ جس کا بہت گہرا اور اچھا اثر ہوا۔ اِس اثر کو صرف یہاں موجود لوگوں نے ہی محسوس نہیں کیا، بلکہ مختلف ممالک میں بیٹھے جلسہ سننے والوں کے جذبات اور احساسات بھی یہی تھے کہ گویا وہ جلسہ گاہ کی مارکی میں ہی بیٹھے جلسہ سن رہے ہیں، ہزاروں میل دُور بیٹھے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اِس ذریعے سے اُنہیں یوں جلسہ سننے کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ خود کو وہیں حاضر محسوس کر رہے تھے۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے، جو اُس نے جماعتِ احمدیہ پر فرمایا ہے کہ ان نئی ایجادات کے ذریعے تمام دنیا کے احمدیوں کو اکٹھا کر دیا ہے، اُمّتِ واحدہ بننے کا یہ نظارہ دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔

اِس دفعہ عمومی طور پر انتظامات بھی گذشتہ سالوں کی نسبت، اکثر لوگوں نے یہی کہا ہے کہ بہت بہتر تھے اور اکثر نے اِس کا اظہار کیا ہے، یہاں شامل ہونے والوں نے بھی اور ٹی وی پر مختلف ممالک میں پروگرام دیکھنے والوں نے بھی یہ کہا ہے۔ ایک خاص ماحول تھا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے، جو ہر ایک کو غیر معمولی طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ جلسے پر اللہ تعالیٰ کی خاص برکات نازل ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اُس کے شکر گزار بندے بنو، اور جب تم

شکر گزاری کرو گے، تو مَیں تمہیں اپنے فضلوں سے اور زیادہ نوازوں گا اور زیادہ فضل تم پر برساؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بننے کے لیے شکر گزاری کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت قدر دان اور جاننے والا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے لیے شکر کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو وہ قدر دانی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کی قدر کرتا ہے۔ اور اِس قدر کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ اُن کو اور نوازتا چلا جاتا ہے۔

یہ صرف باتیں نہیں ہونی چاہئیں، بلکہ شکر گزاری کا ایک جذبہ ہونا چاہیے اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت میں بہت پیدا کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اِسے بڑھاتا چلا جائے۔

یہاں یہ بھی سب شامل ہونے والوں کو بات یاد رکھنی چاہیے کہ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، وہاں کام کرنے والے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کریں۔ اِس بات پر شکر کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے کام کرنے والوں کے کاموں میں آسانیاں پیدا کیں، اُن کی مشکلات کو دُور کیا، اُن کے ہر کام میں بہتری پیدا کی اور اُنہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق دی اور اِس طرح شاملین کے لیے سہولت کے زیادہ بہتر سامان میسر ہوئے۔

اِس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ پہلے مَیں نے جلسے کے آخری دن بتایا تھا کہ ۴۶/ ہزار سے اوپر حاضری تھی۔ لجنہ کی بعد کی جو رپورٹ ہے، اُس کے اندازے کے مطابق، اُن کی گنتی صحیح طرح شمار نہیں ہوئی جو اُنہوں نے بعد میں اپنی گنتی کی رپورٹ بھیجی ہے اُس کو شامل کیا جائے تو مردوں اور عورتوں کو ملا کر کُل تعداد ۵۰/ ہزار بن جاتی ہے۔ کیونکہ وہ کہتی ہیں کہ ہم ۲۵/ ہزار تھیں۔

پس ان ۵۰/ ہزار شامل ہونے والے لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے کام کرنے والوں کے ذریعے اُن کے لیے آسانیاں پیدا کیں، اُنہیں ٹرانسپورٹ کے معاملے میں دقّت پیدا نہیں ہوئی، کھانے کے معاملے میں دقّت پیدا نہیں ہوئی اور جلسے کے پروگرام سننے کے معاملے میں کوئی دقّت پیدا نہیں ہوئی اور اِن کی دیگر مختلف ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

پس یہ سارے کام، جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوئے، اِس پر ہمارا کوئی کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس پر جہاں کام کرنے والے شکر گزار ہوں، وہ یہ بھی شکر گزاری کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی اور ہمارے کاموں کے بہتر نتائج فرمائے وہاں شامل ہونے والوں کو بھی شکر گزار ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے کس طرح سامان مہیا فرمائے کہ بے شمار لوگوں نے جو مختلف طبقوں اور مختلف تعلیمی معیاروں سے تعلق رکھتے تھے، سب نے رات دن ایک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر رضا کارانہ طور پر اپنی ڈیوٹیاں دیں۔ اِسی طرح کینیڈا اور آسٹریلیا سے بھی خدام بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے، انہوں نے جلسے سے پہلے بھی جلسے کے کام میں مدد کی، جلسے کے دوران میں بھی اور بعد میں بھی وائنڈ اَپ میں مدد کر رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اِن سب کو بھی جزا دے۔

ایک حدیثِ قدسی کی روشنی میں حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کے اُن کاموں کی اِس قدر، قدر کرتا ہے، جو اُس کی خاطر کیے جا رہے ہوں کہ فرماتا ہے کہ اُن کا شکریہ ادا کرو۔ اور ہم سے بھی یہی چاہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے شکر گزار بنیں تاکہ پھر ایک ایسا ماحول پیدا ہو، جو مکمل طور پر شکر گزاری کا ماحول ہو، جس میں ہر طرف سے شکر گزاری ہو رہی ہو۔ اور یہی چیز ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جو تاثرات مجھے ملے ہیں، ایک نہیں، بلکہ کئی تاثرات ایسے ہیں۔ یہاں آئے ہوئے مہمانوں کے کہ ہم نے مختلف کام کرنے والوں سے پوچھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں، ہمارا خیال تھا کہ شاید وہ کوئی مزدوری وغیرہ کرتے ہوں گے، جس طرح وہ کام کر رہے ہیں، کسی نے بتایا کہ مَیں ایک فرم میں افسر ہوں، کسی نے بتایا کہ مَیں پڑھاتا ہوں، کسی نے کہا کہ مَیں پی ایچ ڈی کا طالب علم ہوں، کسی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ تو اِس طرح کا جذبہ رکھنے والے موجود ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا

حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔

یہاں غیر بھی آتے ہیں، مختلف ممالک سے ایسے لوگ آتے ہیں کہ جن کا جماعت سے ابتدائی تعارف ہوتا ہے اور وہ یہ دیکھنے آرہے ہوتے ہیں کہ کیا واقعی یہ لوگ وہی ہیں جو یہ کہتے ہیں؟ اور جب وہ اِن کارکنوں کو، جو مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں، اِس طرح کام کرتے دیکھتے ہیں اور ہر ایک عام مزدوروں والا کام کر رہا ہوتا ہے، تو اِن کو دیکھ کر اِن پر بڑا اثر ہوتا ہے، ایک خاموش تبلیغ ہے، جس کا وہ اظہار بھی کر دیتے ہیں۔

اس طرح جو نئے آنے والے یعنی جماعت میں شامل ہونے والے ہیں یا وہ جو پہلی دفعہ یہاں آتے ہیں، تو اِن کی بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ کس طرح عزت و احترام سے اُن کی مہمان نوازی کی جارہی ہے کس طرح اِن لوگوں سے یہاں کے لوگ پیش آ رہے ہیں، پس یہ بہت اہم چیز ہے اور اِس پر ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

بعد ازاں حضور انور نے اس تناظر میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے غیر از جماعت مہمانوں اور بعض نومبائعین کی جلسہ سالانہ میں شرکت کا ذکر فرمایا، اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسے کی برکات کے نتیجے میں اُن پر مرتّب ہونے والے نیک اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

روڈرک آئرلینڈ کی پولیس فورس کے اسسٹنٹ کمشنر یہاں آئے ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ مَیں نے پولیس کمشنر اور ڈویژنل کمانڈر کی حیثیت سے بہت سی سرکاری اور سماجی تقریبات میں حصّہ لیا ہے، لیکن جلسے کے دنوں میں مَیں نے جو دیکھا ہے، وہ ایک واقعی مثالی چیز تھی، تنظیم اور نظم وضبط کا ایک انمول سبق تھا۔ دس ہزار رضا کاروں کی موجودگی ایک عجیب معجزہ تھا۔ ہر کسی نے بے مثال لگن کے ساتھ شانہ بشانہ خدمت کی۔ مَیں نے ایک رضا کار کو دیکھا، اگرچہ پٹی میں لپٹا ہوا اُس کا ہاتھ زخمی تھا، لیکن مسکراہٹ کے ساتھ دوسروں کی خدمت کر رہا تھا۔

بیلجیم کے ایک مہمان جو کہ انسانی حقوق کی تنظیم ایچ آر ڈبلیو ایف کے نمائندے ہیں، جلسے میں شامل ہوئے، کہتے ہیں کہ ایک غیر معمولی اجتماع کا حصّہ بننا میرے لیے حقیقی خوشی تھی۔ یہ محض ایک یادگار تجربہ ہی نہیں، بلکہ آپ کی گرمجوشی اور عمدہ مہمان نوازی کے باعث، یہ گہرے اثرات چھوڑنے والا تجربہ بن گیا ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر ایک اجتماع کا انتظام، جس میں ہزاروں افراد کئی دنوں تک شریک رہے، یقیناً ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔ رضا کاروں سے گفتگو کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ کس طرح ہر شعبہ کئی مہینے قبل سے تیاری کا آغاز کرتا ہے، ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں اور افراد کو نہایت واضح طریقہ سے تربیت دی جاتی ہے۔ مجھے صرف انتظامی مہارت نہیں بلکہ اِس کے پیچھے موجود اخلاقی بنیاد بھی متاثرکُن لگی۔

بلغاریہ سے ایک نومبائعہ کہتی ہیں کہ مَیں اپنے گھر میں اکیلی احمدی ہوں، مَیں نے احمدیت کو بہت گہرائی سے پڑھا اور تین سال کی تحقیق کے بعد قبول کیا، یہ میرا یوکے کا پہلا جلسہ ہے۔ یہ ایک نہایت روحانی جلسہ تھا۔ اگرچہ مَیں طویل عرصے سے اِس موقعے کا انتظار کر رہی تھی کہ یوکے کا جلسہ خود دیکھوں، جو کہ یہاں کا سب سے بڑا جلسہ ہے، کیونکہ خلیفۃ المسیح اِس میں شامل ہوتے ہیں اور خطاب بھی کرتے ہیں۔ کہتی ہیں کہ اِن بابرکت دنوں کے دوران مَیں نے ایک بے مثال روحانی فضا کو محسوس کیا اور اِس کا حصّہ بننے کی توفیق پائی۔ خدا کے فدائیوں کے درمیان رہ کر میرا اپنا تعلق بھی خدا تعالیٰ سے اور مضبوط ہوا، بھائی چارے کا جذبہ اور اعلیٰ اخلاق اور روحانی معیار، جو ہر پہلو میں نظر آیا میرے دل پر گہرا اثر چھوڑ گیا۔

میرا تجربہ نہایت شاندار رہا اور بہت متاثرکُن تھا کہ کس طرح باریک بینی سے مہمانوں کی سہولت اور آرام کا خیال رکھا گیا۔ میرے لیے سب سے زیادہ اثر انگیز لمحہ وہ تھا جب خلیفۃ المسیح کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بارے میں خطاب ہوا جس کا وعدہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اگرچہ مَیں اِس موضوع پر پہلے بھی غور کر چکی تھی، لیکن خلیفۂ وقت کے الفاظ نے مجھے نئی بصیرت دی ہے اور مجھے نئے زاویے دکھائے ہیں، جو پہلے میرے سامنے نہیں آئے تھے۔

جارجیا سے ایک مہمان کہتے ہیں کہ جلسے کا پُرامن ماحول، تقاریر اور خلیفہ کے خطابات، روحانیت میں آگے بڑھانے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں اور جمعے کا خطبہ مجھے بڑا اچھا لگا، جس میں مہمان نوازی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے بتایا گیا۔ اور اِسی طرح خلیفہ ٔ وقت کا عورتوں کا خطاب بھی مجھے بہت اچھا لگا، میرے پر اِس کا بڑا اثر ہوا۔ اور پھر بیعت کا نظارہ، اِس نے مجھے بڑا متاثر کیا۔

ایک عرب سویڈن سے آئی ہیں، کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ ایک وسیع گھر کی مانند ہے جو کہ پوری فیملی کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ سویڈن میں بہت ہی محدود عرب احمدی ہیں۔ جبکہ جلسہ سالانہ پر جب عرب ٹینٹ کا نام سنتے ہیں، تو ایک عجیب سکون اور اپنائیت کا احساس ہوتا ہے، اور پھر دیگر عرب بہنوں اور بھائیوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔

متفرق ایمان افروز تاثرات بیان کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب مہمانوں کے جو شامل ہوئے ہیں مزید سینے کھولے اور وہ احمدیت اور حقیقی اسلام کو سمجھنے والے اور زمانے کے امام کو ماننے والے بھی بنیں۔ نومبائعین کو بھی ایمان اور اخلاص میں بڑھاتا رہے۔ اِسی طرح ہر احمدی کو بھی توفیق دے کہ جلسے پر جو اُنہوں نے پروگرام دیکھے، سنے، اِس پر عمل کرنے والے ہوں، اُسے اپنی زندگیوں کا حصّہ بنانے والے ہوں، دین کو دنیا پر مقدّم کرنے والے ہوں اور یہ جذبہ ہمیشہ قائم رہے۔ جلسہ کی برکات سے ہر احمدی ہمیشہ حصّہ لیتا رہے۔ اور اپنے نفس اور اپنے ماحول کی اصلاح کے لیے بھی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ اِس بارے میں پریس وغیرہ کی رپورٹ بھی مختصر دے دوں۔

جماعتی پریس اینڈ میڈیا سیکشن نے بھی جو کام کیا ہے، اُس کے تحت بھی، آن لائن ویب سائٹ پر تقریباً ۵۰/ ملین لوگوں نے دیکھا۔ ۴۹/ کے قریب ویب سائٹس ہیں۔ پرنٹ میڈیا، اخبارات ہیں، ۱۷/ آرٹیکل شائع ہوئے۔ ۲۰/ ملین لوگوں نے دیکھا اور پڑھا۔ ریڈیو پر ۲۵/ پروگراموں نے جلسے کو کور کیا اور سننے والوں کی تعداد ۲۰/ ملین تھی۔ ٹی وی پر جلسے کو کوریج دی گئی۔ ٹی وی چینلز کو ۵/ ملین کے قریب دیکھنے والے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے سے ۱۴/ ملین تک یہ خبر گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کو ملایا جائے تو ۱۰۰/ ملین لوگوں تک یہ خبر پہنچی۔ ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعے سے مختلف چینل پر میرے خطابات نشر ہوتے رہے اور ۵۰/ سے زائد احباب نے جلسہ سالانہ کی نشریات دیکھنے کے بعد بیعت بھی کی۔ جلسہ سالانہ کی نشریات ۲۲/ نیشنل اور ریجنل ٹی وی چینلز پر ہوئیں، ۳۰۴/ گھنٹے کی نشریات ہوئیں اور ۶۵/ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔

جلسے کے متعلق ریڈیو سٹیشنز پر ۹۱/ مختلف رپورٹس نشر ہوئیں، ۱۶/ ملین تک اِس ذریعے سے پیغام پہنچا۔ اور کہتے ہیں کہ میڈیا آؤٹ لیٹس دوسرے مختلف ذریعے سے ۴۷/ خبریں نشر ہوئیں اور اِس پر ۱۵۰/ ملین لوگوں تک پیغام پہنچا۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم عبد الکریم جمال جودۃ صاحب غزہ فلسطین کا ہے۔ گذشتہ دنوں اسرائیلی فوج کی فائرنگ سے شہید ہوگئے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے بھائی کہتے ہیں کہ اِن کی عمر ۴۵/ سال تھی۔ شادی شدہ تھے۔ چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے کی عمر ۱۶/ سال ہے۔ سب سے چھوٹے بچے کی عمر اڑھائی سال ہے۔

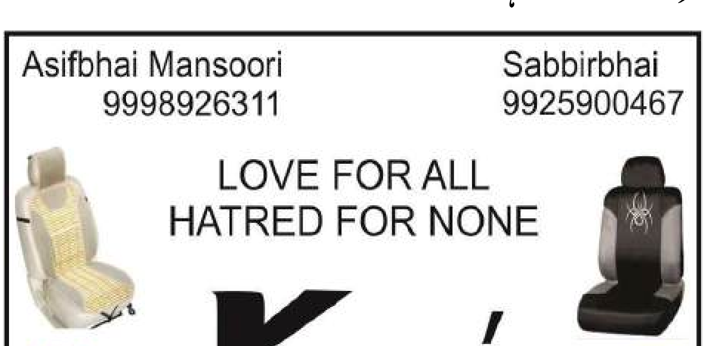

’’سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

خلافت احمدیہ: قدرتِ ثانیہ کا زندہ نشان

جب آسمانِ ہدایت کے بدرِ منیر، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ اپنے اختتامی ایام کے قریب پہنچی، تو قدرتِ حق نے آپؑ کو بار بار انتباہ کرنا شروع کیا کہ اب اس فانی دنیا سے کوچ کا وقت قریب ہے۔ یہ وہ گھڑی تھی جب آپؑ نے محسوس فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ کو ایک ایسی مضبوط بنیاد اور ہمہ گیر نظام کی ضرورت ہے جو آپؑ کے بعد مومنین کے دلوں کو ڈھارس دے سکے اور انہیں تفرقے کے خوف سے بچا کر امنِ دائمی کی راہ دکھائے۔

جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنی موت کا وقت قریب بتایا تو ان کلمات نے جہاں ایک طرف جدائی کے غم کی لہر پیدا کی، وہاں دوسری طرف ایک عظیم الشان مستقبل کی نوید بھی سنائی۔ اسی تناظر میں آپؑ نے اپنی معرکہ آرا تصنیف ’’الوصیت‘‘ تحریر فرمائی، جو درحقیقت جماعتِ احمدیہ کے لیے ایک ’’چارٹر آف پیس‘‘ (امن کا منشور) ثابت ہوئی۔

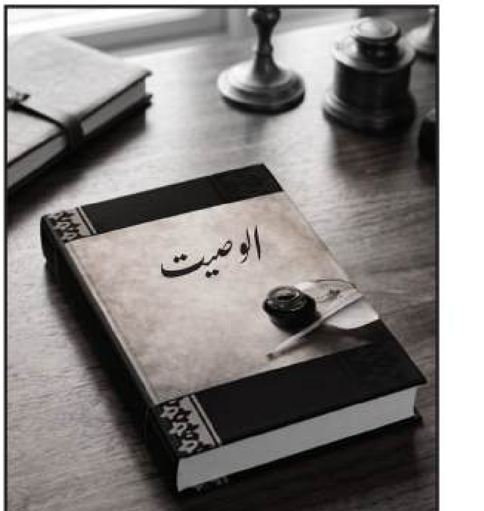

الوصیت

قدرتِ ثانیہ کا وعدہ اور خوف کا ازالہ

حضرت مسیح موعودؑ نے ''الوصیت'' کے آغاز میں ہی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ تاریخی حقیقت بیان فرمائی جو انبیاء کی تاریخ کا خاصہ رہی ہے۔ آپؑ نے تحریر فرمایا:

''خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ اول ایک قدرت انبیاء کے ہاتھ سے... دوسری قدرت اس وقت آتی ہے جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات پیش آتی ہیں اور دشمن زور پکڑتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا... تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۴-۳۰۵)

آپؑ نے ''الوصیت'' میں قرآن کریم کی روشنی میں یہ دلیل پیش کی کہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ پر ایک خوفناک لرزہ طاری تھا اور دشمنوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسلام کا چراغ گل ہو جائے گا، تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے اس خوف کو امن میں بدلا۔

خلافتِ اولیٰ

(۱۹۰۸-۱۹۱۴)

اتحاد کا معجزہ اور پہلا امن

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا، تو جماعتِ احمدیہ پر خوف کا وہ پہاڑ ٹوٹا جس کا ذکر ''الوصیت'' میں کیا گیا تھا۔ دشمنوں نے خوشیاں منائیں کہ اب یہ تحریک ختم ہو جائے گی، لیکن ۲۷ مئی کو جب حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر تمام جماعت نے بیعت کی، تو وہ سارا خوف ایک دم سکینت اور امن میں بدل گیا۔

مرکزیت کا قیام: آپؓ نے جماعت کو ایک لڑی میں پرو دیا اور کسی بھی تفرقے کو سر نہ اٹھانے دیا۔

قرآنی علوم کی اشاعت: آپؓ نے درسِ قرآن کے ذریعے مومنین کے دلوں کو وہ روحانی غذا دی جس نے انہیں ہر بیرونی خطرے سے بے خوف کر دیا۔

تبلیغ کا تسلسل: پہلا غیر ملکی مشن (لندن) اسی دور میں قائم ہوا، جس نے دکھایا کہ مسیحؑ کا مشن اب رکنے والا نہیں۔

خلافتِ ثانیہ

(۱۹۱۴-۱۹۶۵)

تنظیمی استحکام

حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ پھر شدید ابتلاء کا دور آیا۔ ایک گروہ نے خلافت کا انکار کر دیا، جس سے جماعت کے وجود کو خطرہ لاحق ہوا۔ اس نازک موڑ پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

صاحبؓ (مصلح موعود) کا انتخاب خدا کی قدرتِ ثانیہ کا ایک عظیم الشان ظہور تھا۔ آپؓ کا ۵۲ سالہ طویل دورِ خلافت ''خوف سے امن'' کی ایک مفصل داستان ہے:

نظامِ جماعت: آپؓ نے مجلسِ شوریٰ، لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ جیسے ذیلی ادارے بنا کر ہر فرد کو قلعۂ خلافت میں پناہ دی۔

ہجرتِ پاکستان (۱۹۴۷): تقسیمِ ہند کے وقت جب قادیان چھوڑنا پڑا، تو وہ احمدیوں کے لیے ہجرتِ مدینہ جیسی کیفیت تھی۔ آپؓ نے ''ربوہ'' جیسا شہر بسا کر بے گھر احمدیوں کو ایک نیا مرکز اور امن کا گہوارہ عطا کیا۔

تحریکِ جدید: اس اسکیم کے ذریعے آپؓ نے دنیا کے ہر براعظم میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اور دشمنوں کی اس امید کو کہ احمدیت مٹ جائے گی، ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔

خلافتِ ثالثہ

(۱۹۶۵—۱۹۸۲)

استقامت و عالمی برادری میں شناخت

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی خلافت کا دور آزمائشوں اور فتوحات کا امتزاج تھا۔ ۱۹۷۴ء میں جب پاکستان میں جماعت کو سرکاری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا اور ملک بھر میں احمدیوں کی جان و مال پر حملے ہوئے، تو وہ شدید خوف کا وقت تھا۔ اس کٹھن گھڑی میں خلیفہ وقت نے:

صبر اور دعا کی تلقین: آپؒ نے جماعت کو مشتعل ہونے کے بجائے دعا اور استقامت کی راہ دکھائی، جس سے دشمن کی ہر چال ناکام ہوگئی۔

افریقہ میں خدمتِ انسانیت: ''نصرت جہاں اسکیم'' کے ذریعے افریقہ کے غریب علاقوں میں ہسپتال اور اسکول کھول کر اسلام کا رحیمانہ چہرہ دکھایا۔

محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں: آپؒ نے یہ سنہری اصول دیا جو آج عالمی سطح پر احمدیت کی پہچان بن چکا ہے اور ہر قسم کے تعصب کے خوف کو ختم کرتا ہے

خلافتِ رابعہ

(۱۹۸۲—۲۰۰۳)

عالمگیر وسعت و مواصلاتی انقلاب

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کا دورِ خلافت جہاں شدید آزمائشوں کا وقت تھا، وہیں نصرتِ الٰہی کے عظیم الشان ظہور کا آئینہ دار بھی تھا۔ جب پاکستان میں ''امتناعِ احمدیت آرڈیننس'' کے ذریعے جماعت پر پابندیاں لگائی گئیں، تو اللہ تعالیٰ نے خلافت کو لندن ہجرت کرنے کی راہ دکھائی۔ یہ بظاہر ایک کٹھن وقت تھا، لیکن درحقیقت اسی ہجرت نے احمدیت کے پیغام کو عالمی سطح پر پھیلانے کا نیا راستہ کھول دیا۔ اسی دور میں ایم ٹی اے (MTA) کا وہ عظیم الشان معجزہ رونما ہوا جس نے خلافت کی آواز کو دنیا کے چپے چپے تک پہنچا دیا اور ثابت کر دیا کہ کوئی بھی دنیاوی طاقت خدا کے نور کو پھیلنے سے نہیں روک سکتی۔

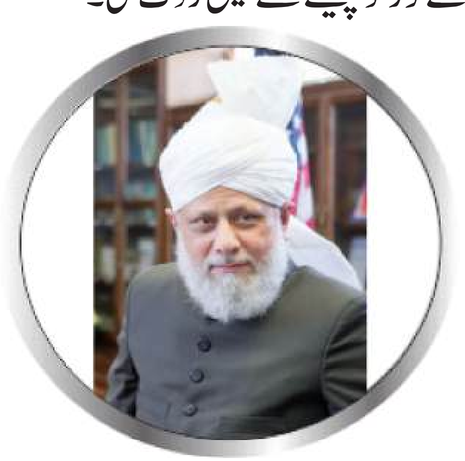

خلافتِ خامسہ

(۲۰۰۳ تا حال)

امنِ عالم کا سفیر

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کا دورِ خلافت ہم سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ آج جب دنیا

ایٹمی جنگ اور تباہی کے دہانے پر کھڑی خوفزدہ ہے، حضورِ انور ایک مسیحا بن کر عالمی لیڈروں کو عدل اور حقیقی امن کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپ کی قیادت میں جماعت نے دنیا کے کونے کونے میں مساجد، سکول اور ہسپتال قائم کر کے اسلام کی عملی خوبصورتی پیش کی ہے۔ حضورِ انور کی ہر بات میں انسانیت کا درد اور اسلام کی تڑپ جھلکتی ہے۔

خلافتِ احمدیہ محض ایک انتظامی عہدہ نہیں بلکہ ایک ایسا روحانی رشتہ ہے جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ ایک احمدی چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو، جب وہ اپنے خلیفہ کو خط لکھتا ہے یا ملاقات کرتا ہے، تو اسے وہ سکون اور ڈھارس ملتی ہے جو ایک باپ کی شفقت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔

پیار اور دعائیں: خلیفہ وقت کا ہر لمحہ اپنی جماعت کے لیے دعاؤں میں گزرتا ہے۔ بیماری ہو یا پریشانی، مومن کا دل اس بات سے پرامن رہتا ہے کہ میرا امام میرے لیے دعاگو ہے۔

برکات: خلافت کی برکت سے ہی آج احمدیت تفرقے سے پاک ہے، اس کے زیرِ سایہ نسلوں کی تربیت ہو رہی ہے اور لاکھوں نفوس ایک ہاتھ پر متحد ہو کر خدا کی توحید پھیلا رہے ہیں.

خلافتِ احمدیہ وہ قلعہ ہے جہاں ہر خوف داخل ہوتے ہی امن میں بدل جاتا ہے۔ رسالہ ''الوصیت'' میں جس ''قدرتِ ثانیہ'' کا وعدہ کیا گیا تھا، وہ آج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ہمیں فیضیاب کر رہی ہے۔ یہ وہی دائمی سلسلہ ہے جس نے قیامت تک سچائی کی شمع کو روشن رکھنا ہے اور بنی نوع انسان کو امن و سلامتی کی آغوش میں لانا ہے۔

خلافت ہے انعام آسمانی
خلافت ہی نظام معتبر ہے
خلافت سے مقدر دیں کا غلبہ
اسی کے ساتھ ہی فتح و ظفر ہے

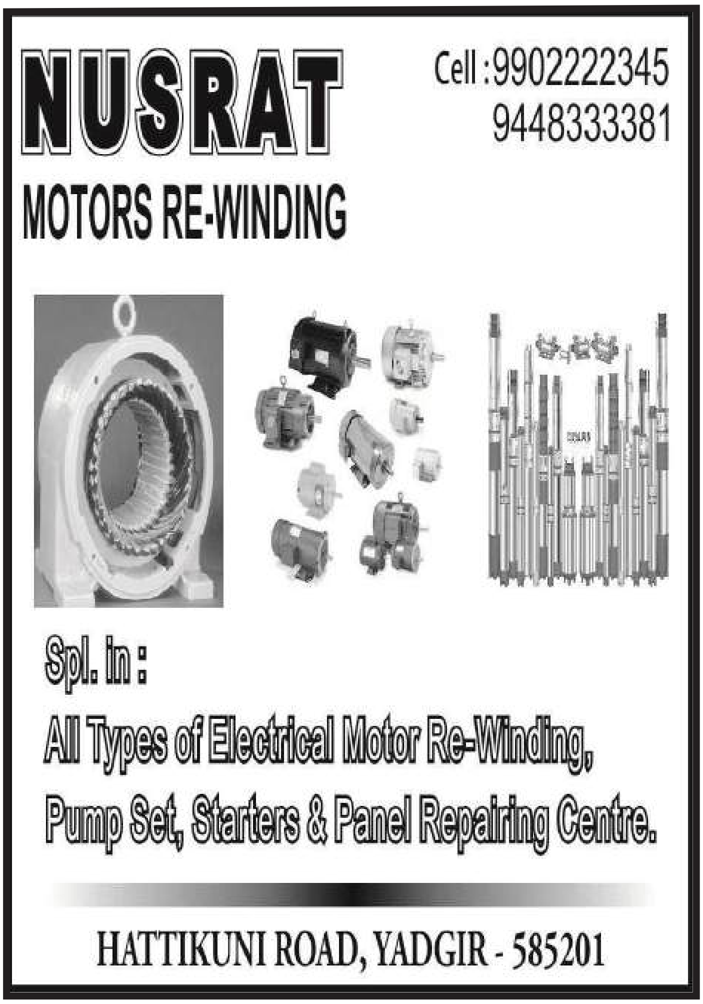

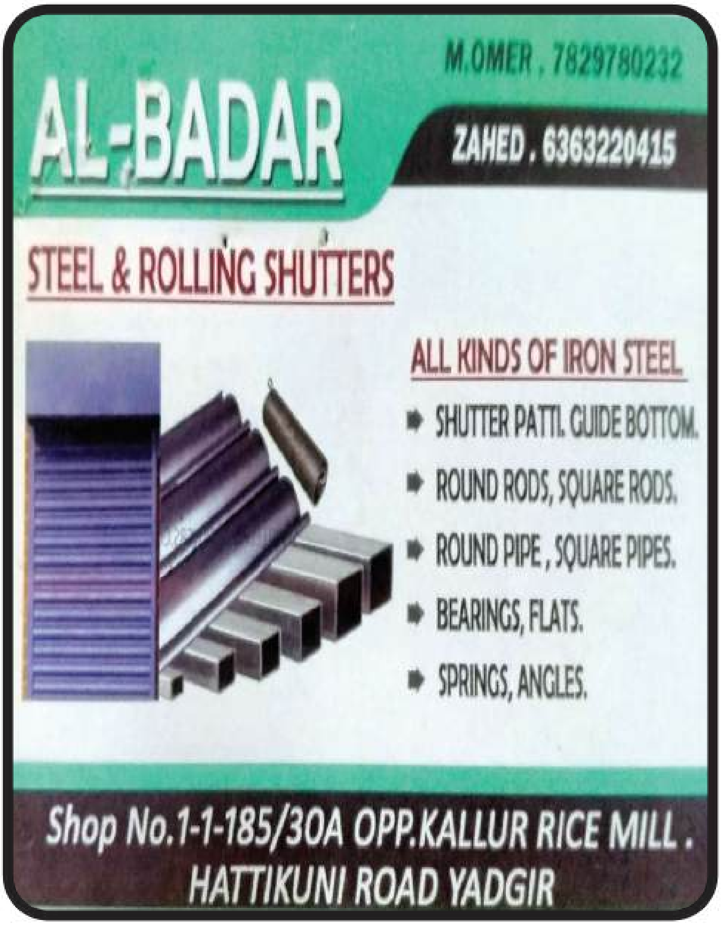

برکات خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ارشادات کی روشنی میں

ریحان احمد شیخ مربی سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور آیت 56)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔ اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

تمکین خلافت

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں کہ

افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلو میٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ ارد گرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی

سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہوگیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہوکر رونا شروع کر دیا۔کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کرکے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کرکے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔کیا اتنا تردد کوئی دنیا داری کے لئے کرتا ہے۔غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2005ء الفضل انٹرنیشنل 10/ جون 2005ء صفحہ 7)

آج جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے، جو پیشگوئی فرمائی ہے، جس کا اعلان زمانے کے امام کے ذریعہ سے کروایا وہ ہر آن اور ہر لحہ ایک نئی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چاہے وہ خلافتِ اولیٰ کا دَور تھا جس میں بیرونی مخالفتوں کے علاوہ اندرونی فتنوں نے بھی سر اُٹھانا شروع کر دیا تھا۔ یا خلافت ثانیہ کا دَور تھا جس میں انتخابِ خلافت سے لے کر تقریباً آخر تک جو خلافتِ ثانیہ کا زمانہ تھا، مختلف فتنے اندرونی طور پر بھی اُٹھتے رہے۔ جماعت کا ایک حصہ علیحدہ بھی ہوا۔ پھر بیرونی مخالفتوں نے بھی شدید حملوں کی صورت اختیار کر لی لیکن جماعت کی ترقی کے قدم نہیں رُکے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں بھی بیرونی حملوں کی شدت اور بعض اندرونی فتنوں نے سر اُٹھایا لیکن جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ اور جماعت کو خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے ہی بڑھاتی رہی۔ پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو دشمن نے ایسا بھرپور وار کیا کہ اُس کے خیال میں اُس نے جماعت کو ختم کرنے کے لئے ایسا پکا ہاتھ ڈالا تھا کہ اُس سے بچنا ناممکن تھا، کوئی راہِ فرار نہیں تھی۔ لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور ظاہر کرے گا اور وہ ہوئی۔ اور اُس زبردست قدرت نے اُن مخالفین کی خاک اُڑا دی۔

پھر خلافتِ خامسہ کا دَور ہے۔ اِس میں بھی حسد کی آگ اور مخالفت نے شدت اختیار کر لی۔ کمزور اور نہتے احمدیوں پر ظالمانہ حملے کر کے خون کی ایسی ظالمانہ ہولی کھیلی گئی جنہیں دیکھ کر یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ انسانوں کا کام ہے یا جانوروں سے بھی بدتر کسی مخلوق کا کام ہے۔ پھر اندرونی طور پر جماعت کے ہمدرد بن کر جماعت کے اندر افتراق پیدا کرنے کی بھی بعض جگہ کوششیں ہوتی رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ خلافت کی زبردست قدرت اس کا مقابلہ کرتی رہی اور کر رہی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ میں تو ایک کمزور ناکارہ انسان ہوں۔ میری کوئی حیثیت نہیں لیکن خلافتِ احمدیہ کو اُس خدا کی تائید و نصرت

حاصل ہے جو قادر و توانا اور سب طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی وعدہ کیا ہے کہ میں زبردست قدرت دکھاؤں گا۔ اور وہ دکھا رہا ہے اور دکھائے گا۔ اور دشمن ہمیشہ اپنی چالاکیوں، اپنی ہوشیاریوں، اپنے حملوں میں خائب و خاسر ہوتا چلا جائے گا اور ہو رہا ہے۔ آج کل دشمن نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ کے جو بھی مختلف ذرائع ہیں، اُن کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو خلافت کی رہنمائی میں دنیا کے ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں کی ایک ایسی فوج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دی ہے جو حضرت طلحہ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں۔ بلکہ ایسے ایسے جواب دے رہے ہیں کہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُس کے وعدوں پر یقین اور ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2011ء، الفضل انٹرنیشنل 17/ جون 2011ء صفحہ 8،7)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تعلق میں فرماتے ہیں کہ

''پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔ اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔''

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2005ء الفضل انٹرنیشنل 10/ جون 2005ء صفحہ 5)

خلیفۃ المسیح بحیثیت راھنما

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

نمازوں کے قیام کی ایک بڑی اعلیٰ تشریح اور وضاحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمائی ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں امام خطبہ پڑھتا ہے اور نصائح کرتا ہے۔ اور خلیفہ وقت دنیا کے حالات دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف قوموں کی وقتاً فوقتاً اُٹھتی ہوئی اور پیدا ہوتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر نصائح کرتا ہے جس سے قومی وحدت اور یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ سب کا قبلہ ایک طرف رکھتا ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی اصل تصویر ہمارے سامنے ہے۔ اور جماعت احمدیہ میں یہ تصویر ہمیں نظر آتی ہے۔ جبکہ خلیفہ وقت کا خطبہ بیک وقت دنیا کے تمام کونوں میں سُنا جا رہا ہوتا ہے۔ اور مختلف مزاج اور ضروریات کے مطابق بات ہوتی ہے۔ میں جب خطبہ دیتا ہوں، جب نوٹس لیتا ہوں تو اُس وقت صرف آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، وہی مدّ نظر نہیں ہوتے۔ بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کی جو مجھے رپورٹس آتی ہیں اُن کو سامنے رکھتے ہوئے کبھی زیادہ زور یورپ کے حالات کے مطابق خطبہ

میں ہو۔ کبھی ایشیا کے کسی ملک کے حالات کے مطابق ہو یا عمومی طور پر اُن کے حالات کے مطابق ہو۔ کبھی افریقہ کے مطابق ہو۔ کبھی جزائر کے مطابق ہو۔ لیکن اسلام چونکہ ایک بین الاقوامی مذہب ہے اس لئے ہر بات جو بیان ہو رہی ہوتی ہے وہ ہر ملک اور ہر طبقے کے احمدیوں کے لئے نصیحت کا رنگ رکھتی ہے۔ چاہے کسی کو بھی مدّنظر رکھ کر بات کی جارہی ہو کچھ نہ کچھ پہلو اُن کے اپنے بھی اُس میں موجود ہوتے ہیں۔ مجھے خطبے کے بعد دنیا کے مختلف ممالک سے خط بھی آتے ہیں، روس کی ریاستوں کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں، افریقہ کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور دوسرے ممالک کے مقامی باشندوں کی طرف سے بھی آتے ہیں اور یہ اظہار ہوتا ہے کہ یوں لگتا ہے یہ خطبہ جیسے ہمارے لئے ہے۔ بہر حال اقامت صلوٰۃ کی ایک تشریح یہ بھی ہے جو خلافت کے ذریعہ سے آج دنیائے احمدیت میں جاری ہے۔

پھر زکوٰۃ کی ادائیگی ہے یا تزکیہ اموال ہے، جس میں زکوۃ بھی ہے اور باقی مالی قربانیاں بھی ہیں۔ یہ بھی آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کے ذریعے سے ہی جاری ہے اور خلیفۂ وقت کی ہدایت کے ماتحت دنیا میں چندے کے نظام کے ذریعے سے افرادِ جماعت اور جماعتوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ ایک مُلک میں اگر کمی ہے تو دوسرے ملک کی مدد سے اُس کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔ ایک جگہ اگر زیادہ مالی کشائش ہے تو غریب ملکوں کی تبلیغ کی، اشاعتِ لٹریچر کی، مساجد کی تعمیر کی جو ضروریات ہیں وہ اَور مختلف طریقوں سے پوری کی جاتی ہیں۔ تو یہ ایک نظام ہے جو خلیفۂ وقت کے تحت چل رہا ہوتا ہے۔ کہیں غریبوں کی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہیں طبی ضروریات پوری ہو رہی ہوتی ہیں۔ کہیں تعلیمی ضروریات پوری کی جارہی ہوتی ہیں۔ کہیں تبلیغِ اسلام کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نظامِ وصیت اور نظامِ خلافت کو اکٹھا بیان فرمایا ہے تو اس میں ان تمام ضروریات کو پورا کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور پھر لوگ جو چندہ دیتے ہیں وہ خلافت کے نظام کی وجہ سے اس اعتماد پر بھی قائم ہیں کہ اُن کا چندہ فضولیات میں ضائع نہیں ہوگا بلکہ ایک نیک مقصد کے لئے استعمال ہوگا۔ بلکہ غیراز جماعت بھی یہ اعتماد رکھتے ہیں کہ اگر ہم زکوٰۃ احمدیوں کو دیں تو اِس کا صحیح مصرف ہوگا۔ گھانا میں مجھے کئی لوگ اپنی فصلوں کی زکوٰۃ دے کر جایا کرتے تھے کہ آپ صحیح استعمال کریں گے یا وہاں مشن میں جمع کرا دیا کرتے تھے۔ کئی زمیندار میرے واقف تھے وہ جنس کی صورت میں مجھے دے جایا کرتے تھے کہ آپ جمع کروا دیں۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم اگر یہ زکوٰۃ اپنے مولویوں کو دیں گے، اماموں کو دیں گے تو وہ کھا جائیں گے اور اس کا صحیح استعمال نہیں ہوگا۔ بلکہ آج بھی مختلف جگہوں سے مجھے جماعتوں کی طرف سے یہ خط آتے ہیں کہ غیراز جماعت زکوٰۃ یا صدقہ دینا چاہتے ہیں تو اس بارے میں کیا ہدایت ہے۔ جہاں تک زکوٰۃ اور صدقات کا تعلق ہے جماعت اُن کو لے سکتی ہے اور لیتی ہے لیکن دوسرے طوعی اور لازمی چندے جو ہیں وہ صرف احمدیوں سے لئے جاتے ہیں۔ بہر حال زکوٰۃ کا نظام بھی خلافت کے نظام سے وابستہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2011ء، الفضل انٹرنیشنل 17/ جون 2011ء صفحہ 6،7)

فتنہ کے بعد برکات

دوسری قدرت کے قائم ہونے میں یہ جو فتنہ پردازوں نے فتنہ ڈالنے کی کوشش کی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے ناکام و نامراد کر دیا اور خلافت علی منہاج نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد دوسری مرتبہ پھر قائم فرما دی اور جو خلافت سے دور ہٹے ہوئے تھے وہ بڑے دینی عالم بھی تھے، دنیاوی عالم بھی تھے، پڑھے لکھے بھی تھے، تجربہ کار بھی تھے،

صاحب ثروت وحیثیت بھی تھے، انجمن کے تمام خزانے کو بھی اپنے قبضے میں کئے ہوئے تھے لیکن وہ لوگ ناکام و نامراد ہی ہو تے گئے۔مولوی محمد علی خلافت ثانیہ کے انتخاب کے بعد نہ صرف وہاں سے، قادیان سے چلے گئے بلکہ ان غیر مبائعین نے نظام خلافت کو ختم کرنے کے لئے بعد میں بھی بڑی فتنہ پردازیاں جاری رکھیں۔ لیکن ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ خلافت کے نظام کو جاری رکھنے کا تھا۔ جب یہ لوگ ہر طرح سے ناکام ہو کر قادیان چھوڑ کر جا رہے تھے اور خزانہ بھی بالکل خالی کر گئے تھے۔ جاتے ہوئے تعلیم الاسلام سکول کی عمارت کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ دس سال نہیں گزریں گے کہ ان عمارتوں پر آریوں اور عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

لیکن دیکھیں اللہ تعالیٰ کس شان سے اپنے وعدے پورے فرماتا ہے۔ کس طرح اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرتا ہے۔ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دی گئی خوشخبری کو نہ صرف پورا فرماتا ہے بلکہ آج تک ہر روز ایک نئی شان سے پورا فرماتا چلا جارہا ہے۔ وہ دس سال کی بات کرتے تھے کہ اس سے پہلے ہی آریہ اور عیسائی یہاں قبضہ کرلیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے کاموں کی اپنی شان ہے۔ وہ دس سال بھی گزر گئے اور اس کے بعد بھی کئی دہائیاں گزر گئیں اور آج اس بات کو 101سال ہو گئے ہیں لیکن نہ صرف انتہائی نامساعد حالات کے باوجود قادیان ترقی کر رہا ہے جس میں پارٹیشن کا واقعہ بھی شامل ہے جب جماعت کو وہاں سے نکلنا پڑا اور صرف چند سو درویشوں کو وہاں درویشی کی زندگی گزارنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ اور اب تو قادیان میں نئی سے نئی جدید عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ ایک سکول پر قبضہ کرنے کی بات کرتے تھے۔ کئی کروڑ روپے کی لاگت سے نئے سکول بن رہے ہیں۔ تبلیغ کے کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بہت وسعت اختیار کر چکے ہیں اور پھر قادیان ہی نہیں دنیا کے بہت سے ممالک میں خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ جماعت کی کئی کئی منزلہ عمارتیں اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کا ثبوت دے رہی ہیں۔ دنیا کے ہر مذہب کے افراد تک اسلام کی خوبصورت تعلیم پہنچ رہی ہے۔ پس یہ تائید ہے اللہ تعالیٰ کی خلافت احمدیہ کے ساتھ جس کے نظارے ہم روز دیکھ رہے ہیں۔ جرمنی بھی ان فیوض سے خالی نہیں ہے جو خلافت احمدیہ سے جڑنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پہنچا رہا ہے۔ ابھی چند دن پہلے جماعت جرمنی کی دو ذیلی تنظیموں انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ نے مل کر پانچ منزلہ عمارت خریدی جو ایک اعشاریہ سات ملین یا سترہ لاکھ یورو کی خریدی گئی۔ وہ خزانہ جس میں خلافت کے مخالفین نے ایک روپے سے بھی کم رقم چھوڑی تھی اور ہنستے تھے کہ دیکھیں اب کس طرح نظام چلے گا۔ اس خلافت سے وابستہ ایک ملک کی دو ذیلی تنظیموں نے آج ایک پانچ منزلہ وسیع عمارت تقریباً انیس کروڑ روپے سے بھی زیادہ مالیت خرچ کر کے خریدی ہے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلافت احمدیہ کی تائید نہیں تو اور کیا ہے۔ جو خلافت سے علیحدہ ہوئے ان کا مرکزی نظام بھی درہم برہم ہو گیا۔ ان کے نیک فطرت اس وقت بھی جب ان کو احساس ہوا اور آج بھی جب ان کو یا ان کی نسلوں کو احساس ہوتا ہے تو ان میں سے بھی جماعت احمدیہ مبائعین میں شامل ہو رہے ہیں اور خلافت کے جھنڈے تلے آرہے ہیں۔ پھر آج دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام خلافت احمدیہ کے نظام کے تحت ہی ہو رہا ہے۔ جب دنیا میں اسلام کا نام بدنام کیا جا رہا ہے تو اسلام کی خوبصورت تصویر جماعت احمدیہ ہی دکھا رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود بھی خلافت احمدیہ کی سچائی دنیا پر ثابت کر رہا

ہے۔بعض واقعات حیرت انگیز ہوتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو جماعت کی سچائی کے ساتھ خلافت کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔صرف جماعت احمدیہ کی سچائی ہی نہیں بلکہ خلافت کے ساتھ بھی جو تائید و نصرت اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے وہ بھی غیروں کو دکھاتا ہے اور یوں سعید فطرتوں کے سینے کھولتا ہے۔ ایک دو باتوں کا، واقعات کا مَیں یہاں ذکر کر دیتا ہوں۔ نائیجر افریقہ کا ایک ملک ہے وہاں کے ہمارے مبلغ نے لکھا کہ نومبائعین کی ٹریننگ کلاس میں دس امام حضرات کے ساتھ ساتھ ایک گاؤں ووگونہ (Ougna) کے چیف بھی حاضر ہوگئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ امام صاحب کے بجائے آپ خود کیوں آ گئے ہیں؟ یہ کلاس تو امام حضرات کی ٹریننگ کے لئے ہے تو انہوں نے بتایا کہ مَیں جانتا ہوں کہ یہ اماموں کی کلاس ہے لیکن کل رات جب میں نے امام صاحب کو کلاس میں شامل ہونے کا پیغام دیا تو اس نے انکار کر دیا اور بتایا کہ مجھے شہر کے سنّی علماء جو وہابی تھے انہوں نے بتایا ہے کہ احمدی کافر ہیں۔ یہ چیف کہتے ہیں کہ مجھے بڑی حیرانی ہوئی اور دکھ بھی ہوا کہ احمدی کافر کیسے ہو سکتے ہیں اور یہ کہ اگر یہ کافر ہیں تو ان کو گاؤں میں تبلیغ کرنے کی اجازت تو بحیثیت چیف میں نے دی ہے۔ اس لئے میں تو دوگنا کافر ہو گیا۔ اس لئے میں نے رات کو بہت دعا کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ افریقہ کے رہنے والے اَن پڑھ لوگ ہیں، عقل نہیں۔ گاؤں میں رہنے والے یہ چیف زیادہ پڑھے لکھے بھی نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا خوف تھا سعید فطرت ہیں۔ کہتے ہیں میں نے رات بہت دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی دعا کرتے کرتے سو گیا۔ اس بات کی بڑے بڑے علما کو سمجھ نہیں آتی۔ پھر انہوں نے حلفیہ بیان دیا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں پہلے آسمان سے ستارے اتر آئے ہیں اور پھر ان کے پیچھے پیچھے چاند۔ میں ان کو پاس سے دیکھ رہا ہوں مگر ان میں روشنی نہیں ہے اور پھر اچانک آسمان سے ایک سفید کپڑوں میں ملبوس شخصیت میرے گھر میں اترتی ہے اور اس گھر میں داخل ہوتے ہی یعنی اس شخص کے داخل ہوتے ہی ستارے اور چاند حیرت انگیز طور پر روشن ہو گئے اور سارا گھر روشنیوں سے جگمگا اٹھا اور میرے دل میں یہ بات زور سے داخل ہوگئی کہ یہ تو احمدیوں کی کوئی شخصیت ہے اور میں آگے بڑھ کر اسے سوال کرتا ہوں کہ آپ احمدیوں کے مربی ہیں یا خلیفہ۔ اَور میری آنکھ کھل گئی۔مربی صاحب نے ان کو تصویریں دکھائیں۔ البم دکھایا تو انہوں نے فوری طور پر اپنی انگلی میری تصویر پہ رکھ کر کہا اور بار بار قسمیں کھا کر کہا کہ انہی کو میں نے اپنے گھر میں آسمان سے اترتے دیکھا تھا اور انہی کی آمد سے میرا گھر روشن ہو گیا تھا۔

پھر گیمبیا سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ سامبابا ین (Samba Mbayen) ایک گاؤں ہے۔ جب وہاں تبلیغ کی گئی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا گیا اور آپ کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے شرائط بیعت پڑھ کر سنائی گئیں تو گاؤں کے امام اور گاؤں کی ترقیاتی کمیٹی کے چیئرمین نے برجستہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آج وہ پہلی مرتبہ امام مہدی کی آمد کا سن رہے ہیں اور جب سے احمدیت کو دیکھا ہے بہت متأثر ہیں۔ پھر کہنے لگے کہ صرف احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں کیونکہ ان کے پاس خلافت کی طاقت ہے جو سب کو ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔ اور جب ان کو میرے بارے میں انہوں نے بتایا، تصویر دکھائی تو کہنے لگے کہ ہم اسے دیکھتے ہیں اور اس شخص کو مَیں روز ٹی وی پر دیکھتا ہوں اور پھر سارے افراد نے جو تقریباً تین سو پچاس کے قریب تھے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ جب انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ تین مقامی زبانوں میں دیکھا تو کہا کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ کسی اور

فرقے کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی جیسا کہ احمدی کر رہے ہیں اور آخر پر کہا کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ احمدیت پر قائم رہیں گے اور پیچھے نہیں ہٹیں گے کیونکہ سچا اسلام تو یہی ہے اور دوسرے مولوی ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ پھر اب اسی دورے میں آخن (Aachen) کی اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر اور ہناؤ (Hanau) کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر مقامی لوگوں نے جو مختلف طبقات کے تھے، سیاستدان بھی تھے، کاروباری بھی تھے، ٹیچر بھی تھے اور دوسرے پڑھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں۔ ان میں سے بہت سوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ایک نے کہا کہ میری بہت سے احمدیوں سے واقفیت ہے اور احمدیت کے بارے میں مَیں سمجھتی تھی کہ بہت سمجھتی ہوں اور مجھے اس واقفیت کی وجہ سے بہت کچھ پتا ہے لیکن کہنے والے کو انہوں نے کہا کہ جو تمہارے خلیفہ کی باتیں سن کر مجھ پر اثر ہوا ہے وہ پہلے نہیں ہوا۔ مجھے اسلام کے متعلق حقیقت اب صحیح طور پر پتا چلی ہے جو دل میں اتری ہے۔ تو یہ فضل ہیں اللہ تعالیٰ کے جو خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مَیں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ اپنی حالت کا مجھے علم ہے میری کوئی خوبی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تائید کا وعدہ فرمایا ہے، نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ یقیناً سچے وعدوں والا ہے وہ ہمیشہ خلافت کی تائید و نصرت فرماتا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی فرماتا رہے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

مَیں تو ایک عاجز انسان ہوں۔ اپنی حالت کا مجھے علم ہے میری کوئی خوبی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تائید کا وعدہ فرمایا ہے، نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ یقیناً سچے وعدوں والا ہے وہ ہمیشہ خلافت کی تائید و نصرت فرماتا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی فرماتا رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 29/ مئی 2015ء, الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2015ء صفحہ 7)

خلافت کی برکات سے فائدہ کیسے اٹھا سکتے ہیں اس طرف خود سیدنا حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں کہ

پس اس دنیا میں جہاں انسان کی مختلف ترجیحات ہیں اور خاص طور پر ان ترقی یافتہ ممالک میں جہاں مادیت کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ان مادیت کی چیزوں کو بعض لوگوں نے خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دینی شروع کر دی ہے یا دیتے ہیں۔ دنیاوی فائدہ کے اٹھانے کے لئے غلط بیانی اور جھوٹ سے بھی کام لیتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ پس ایسے لوگ خلافت سے صحیح فیضیاب نہیں ہو سکتے۔۔۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ ہماری طرف منسوب ہو کر ہمیں بدنام کرنے والے ہیں۔ پس جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں تو انہوں نے پھر آپ کی جاری خلافت کے فیض سے کیا حصہ لینا ہے۔ پس ایسے لوگوں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کام کرنے والوں اور عہدیداروں سے بھی میں یہی کہتا ہوں کہ یہ برکت جو آپ کے کام میں ہے یا جو آپ کو اللہ تعالیٰ کام کی توفیق دے رہا ہے یہ صرف اور صرف خلافت سے وابستگی میں ہے۔ اس سے علیحدہ ہو کر کوئی ایک کوڑی کا بھی کام نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی بعض کاموں کے اچھے نتائج کو دنیاوی علم اور عقل اور محنت کی وجہ سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خوش فہمی ہے۔ دین کے نام پر کئے جانے والے کام میں خلافت سے علیحدہ ہو کر ایک ذرّہ کی بھی برکت نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ علیحدہ ہونے والوں نے نتیجہ دیکھ لیا۔ روز بروز ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ ان کی مرکزیت

ختم ہو رہی ہے۔ ان کا نظام بے سہارا ہو رہا ہے۔ پس یہ خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر رہی ہے اور بہتر نتائج نکل رہے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ نظام ہے اس لئے دین کی ترقی کے لئے ہر کوشش کو اس نے خلافت سے وابستہ کر دیا۔

پس اگر کسی عہدیدار کے دل میں کبھی مَیں آئے یا خود پسندی پیدا ہو تو اسے استغفار کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پس جماعت احمدیہ کی ترقی میں نہ علماء کی علمیت کام دے رہی ہے، نہ عقلمند کی عقل کام دے رہی ہے، نہ دنیاوی علم رکھنے والے کا علم و ہنر کام دے رہا ہے۔ اگر کسی دینی علم رکھنے والے، اگر کسی عقلمند کی عقل، اگر کسی دنیاوی علم والے کی علمیت، اگر ماہرین کے ہنر جماعت کے کاموں میں غیر معمولی نتائج پیدا کر رہے ہیں تو یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اس وابستگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ان نتائج کا وعدہ ہے اور اس لئے وہ عطا فرما رہا ہے۔ دنیا داروں میں یا دنیاداری میں بیشک علم عقل اور ہنر کام دے سکتا ہے لیکن جماعت میں رہنے والے کو بہرحال بہترین نتائج کے لئے جماعتی کاموں میں خاص طور پر اپنے آپ کو خلافت کا تابع فرمان کرنا ہوگا۔

(خطبہ جمعہ 29/ مئی 2015ء، الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2015ء صفحہ 7)

اللہ تعالیٰ مجھے، افراد جماعت، علمائے سلسلہ اور عہدیداران کو یہ توفیق دے کہ خلیفہ کی باتوں کو سننے والے اور اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔ ہم صرف وفا کا اظہار کر کے اپنے آپ کو فرض ادا کرنے والے نہ سمجھیں۔ اللہ کرے کہ ہم احمدی اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق خلافت کے انعام کو سنبھالنے والے ہوں اور امام وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس پر کماحقہ عمل پیرا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا کرے۔ آمین

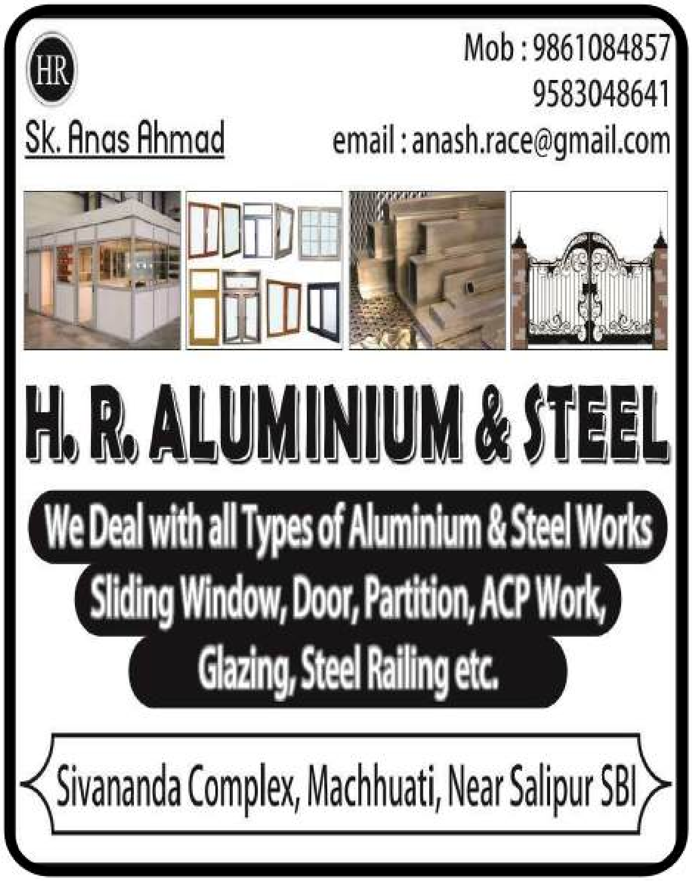

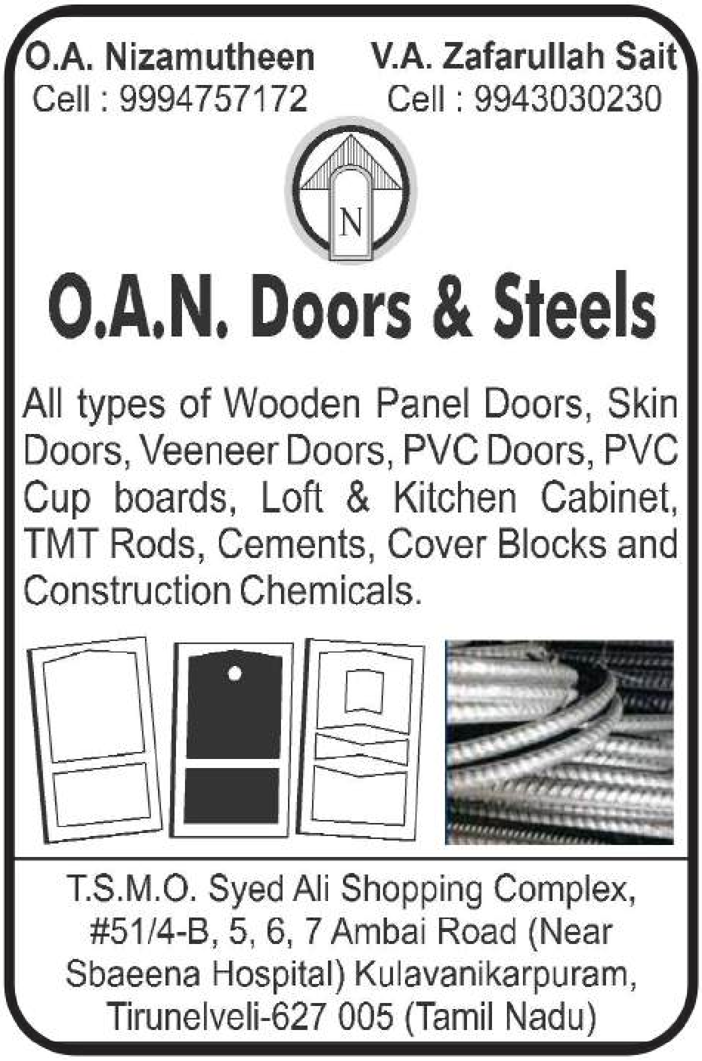

شیخ سعدی شیرازی

سعدی فارسی ادبیات کے شہرہ آفاق ہستیوں میں سے ہیں۔انہوں نے فارسی نظم ونثر دونوں میں بلند پایا تخلیقات کا اضافہ کیا اور فارسی زبان کو فصاحت کے درجے کمال پر پہنچایا۔

سعدی کا پورا نام مشرف الدین مصلح بن عبد اللہ سعدی شیرازی تھا اور وہ شیخ سعدی اور سعدی شیرازی دونوں ناموں سے مشہور تھے۔

اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ انہوں نے سفر و سیاحت میں گزارا۔ چنانچہ وہ تقریبا ۳۰ -۴۰ سال تک بغداد شام اور مکہ سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے پھرتے رہے۔

مختلف انسانی طبقات سے ربط پیدا کرنے اور وسیع تجربات حاصل کے بعد وہ شیراز واپس ہوئے تو تصنیف وتالیف کا کام شروع کر دیا۔

سعدی شیرازی نے اپنے کلام کو اکٹھا کیا، اشعار و قطعات یکجا کئے اور معرکتہ آلارا کتابیں" بوستان" اور" گلستان" تخلیق کیں۔وہ ایک زبردست نثر نگار اور شاعر تھے۔ نثر نگاری میں بوستان اور شاعری میں گلستان دونوں نے ان کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچادیا۔دراصل وہ ایک ایسے خوش نصیب ادیب بن گئے تھے جنہوں نے اپنی جوانی ہی میں اپنی شہرت کا غلغلہ سن لیا تھا۔یہ شہرت حاکم اتابک ابو بکر کے زمانے میں درجہ کمال کو پہنچ گئی تھی۔ان کی مقبولیت اور قدر و منزلت کا یہ عالم رہا کہ دنیا بھر کے عالموں اور فاضلوں نے ہمیشہ ہی ان کی بزرگی کا اعتراف کیا ہے اور اپنی تحریروں اور اشعار میں ان کے لیے نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ایران کے مشہور عالم شاعر لسان الغیب خواجہ حافظ سعدی کو استاد سخن مانتے ہیں۔

سعدی نے 655 ہجری میں " بوستان" مکمل کی تھی جو نظم کے پیرائے میں ہے۔بوستان ایک نہایت طویل مثنوی ہے جس میں کئی اہم اور سود مند حقائق کو حکایتوں کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اس تصنیف میں سعدی کی مثنوی گوئی کا فن کمال کو پہنچا ہوا ہے۔یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے اور سعدی نے ایک دانشور کی حیثیت سے اس میں عدل اور تدبیر ،احسان کی فضیلت، عشق ومستی، تواضع اور رضا کی فضیلت اور قناعت جیسے پہلوؤں کو موضوع بنایا ہے۔تکمیل بوستان کے ایک سال بعد سعدی نے " گلستان" مکمل کی جو فارسی نثر میں فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ ہے۔

بوستان اور گلستان کے علاوہ سعدی نے کئی قصائد،غزلیات، رباعیات، قطعات، ترجیع بند مقالات اور عربی قصائد بھی تصنیف کئے تھے جو ان کے کلیات میں شامل ہیں۔

یہ فن پارے ایک حکیم اور دانہ ہستی کے غور وفکر وسیع تجربات، گہرے مشاہدات اور گونا گوں معلومات کا نادر و نایاب ثمرہ ہیں۔اسی لیے یہ فارسی کے کلاسیکی ادب کا انمول حصہ ہیں۔سعدی شیرازی کا مشہور کلام ہے۔

بنی آدم اعضائے یک پیکرند
کہ در آفرینش ز یک گوہرند

آدم کے بیٹے ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں، ابتدا ہی سے ایک ہی جوہر کے عنصر ہیں۔

چو عضوئے بہ درد آورد روزگار
دگر عضو ہا را نماند قرار

جب زمانے کے ہاتھوں کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے، تو اس کا دوسرا عضو بے قرار ہو جاتا ہے۔

تو کز محنت دیگراں بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

تجھے اگر دوسروں کے غم کی فکر نہیں ہے، تو تجھے اپنے آپ کو آدمی کہنا بھی مناسب نہیں ہے۔

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ غیر احمدی مسلمان جن میں میرے خاندان والے بھی شامل ہیں اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے۔ اور پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا سب احمدیوں نے یہ کتب تین دفعہ پڑھی ہیں؟ اس کا کیا جواب دیا جائے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ: اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ جن لوگوں کی دنیاوی کتب اور علوم کی طرف توجہ رہتی ہے اور دینی کتب اور علوم کی طرف توجہ نہیں کرتے ان میں ایک طرح کا تکبر پایا جاتا ہے کیونکہ وہ دنیاوی علوم کو ہی کافی سمجھتے ہیں حالانکہ انسان کی نجات کے لئے دینی علوم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور دینی علوم دینی کتب کے پڑھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ ایک جگہ حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف ”حقیقۃ الوحی“ کے بارہ میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

”ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں۔ کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔“

(ملفوظات جلد نہم، صفحہ 192، ایڈیشن 2022ء)

پس اگر یہ بات درست ہوتی کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی تمام کتب کو تین تین مرتبہ نہیں پڑھتا اسے دعویٰ کی سمجھ نہیں آسکتی تو حضور علیہ السلام ”حقیقۃ الوحی“ کے بارہ میں ایک دفعہ غور سے پڑھنے کی تاکید نہ فرماتے بلکہ فرماتے کہ اسے بھی باقی کتب کی طرح تین تین دفعہ پڑھیں۔ حضور علیہ السلام نے خود ایسا کہیں نہیں تحریر فرمایا البتہ سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ:

” حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 365 روایت نمبر 410)

اور اس روایت کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر میں نے بیان کر دیا ہے کہ دینی کتب کو چھوڑ کر صرف دنیوی کتب پڑھنا اور دینی علوم کو چھوڑ کر صرف دنیوی علوم حاصل کرنا انسان میں کبر کے پائے جانے کی عکاسی کرتا ہے۔ پس ہر احمدی کو زیادہ سے زیادہ ان روحانی خزائن سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

(قسط نمبر 22، الفضل انٹرنیشنل 05 نومبر 2021ء صفحہ 11)

اسلامی سزاؤں کا اصول اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سزا کے متعلق فرماتا ہے کہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (الشوری : ۴۱) کہ اصول سزا کا یہ ہے کہ جیسا جرم ہو اس کے مطابق سزا ہو۔ دوسرے قرآن اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سزا کی برابری سے مراد اس کی ظاہری شکل نہیں ہوتی۔ یہ نہیں کہ کوئی عورت گزر رہی ہو اور کوئی بدمعاش اسے چھیڑے یا اس کا برقع اتار لے تو سزا دیتے وقت اس کی بیوی یا بہن کو بلایا جائے اور اس کا برقع اتارا جائے بلکہ برابری سے مراد باطنی برابری ہے گو بعض جگہ ظاہری شکل بھی لی جاتی ہے۔ خصوصاً جسمانی حملہ کی صورت میں لیکن عام طور پر باطنی شکل لی جاتی ہے جیسے زنا ہے اس کی سزا شریعت نے بعض حالتوں میں کوڑے اور بعض حالتوں میں سنگساری رکھی ہے گو سنگساری کی سزا میں اختلاف ہے مگر میں اس وقت مسئلہ بیان نہیں کر رہا بلکہ ایک مثال دے رہا ہوں۔ اب زنا کا کوڑوں یا سنگساری سے کیا تعلق ہے۔ صاف پتہ لگتا ہے کہ سزا کی برابری سے مراد ظاہری شکل کی برابری نہیں۔ مگر جسمانی ایذا کے متعلق عام طور سزا میں ظاہری شکل قائم رکھی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اگر زید بکر کو یا بکر زید کو جسمانی طور پر کوئی ایذا دیتا ہے اور زید بڑا آدمی ہے تو یہ نہیں ہوگا کہ اگر بکر نے زید کو ایک لٹھ ماری ہے تو زید کے بڑے ہونے کی وجہ سے بکر کو پانچ سو لٹھ ماری جائیں۔ اس نے اگر ایک سوئی ماری ہے تو اسے بھی ایک ہی سوئی ماری جائے گی۔ اس خیال سے دو نہیں ماری جائیں گی کہ زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے۔ تیسرے شریعت اسلامی نے ایذا اور اس کے نتیجہ کو الگ الگ جرم قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں شریعت اسلامی انگریزی قانون سے مختلف ہے۔ انگریزی قانون کے ماتحت اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرتا ہے تو اسے قتل کی ہی سزا دی جائے گی۔ وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ کس طرح قتل کیا گیا۔ فرض کرو ایک شخص گولی مار کر دوسرے کو مار دیتا یا تلوار چلا کر اس کی گردن اڑا دیتا ہے یا اپنی طرف سے تو اسے مار دیتا ہے لیکن وہ چند دن بیمار رہ کر مرتا ہے۔ اب مارنے والے کی نیت فوری طور پر اسے مارنا تھی۔ یہ نہیں تھی کہ ایذا دیدے کر مارے۔ گو یہ الگ بات ہے کہ وہ ایذا سہہ سہہ کر مرا لیکن ایک اور شخص ہے وہ اپنے دشمن کو پکڑتا ہے اور پہلے اس کی ایک انگلی کاٹتا ہے پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی۔ اس طرح وہ ایک ایک کر کے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں کاٹتا ہے۔ پھر پاؤں کی انگلیاں کاٹتا ہے پھر ناک کاٹ دیتا ہے پھر آنکھیں نکال دیتا ہے اور اس طرح ایذا دیدے کر مارتا ہے۔ ہماری شریعت ایسے موقعوں پر ایذا کی الگ سزا دے گی اور قتل کی الگ دے گی۔ اگر قاتل نے فوری طور پر قتل کیا ہے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے ایذا دے دے کر مارا ہے تو اسے بھی ایذا دے دے کر مارا جائے گا۔ جیسے احادیث میں آتا ہے کہ کچھ لوگ بعض صحابہ کو پکڑ کر لے گئے اور لوہے کی گرم گرم سلاخیں انہوں نے ان کی آنکھوں میں پھیر دیں اور پھر قتل کر دیا۔ جب وہ پکڑے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بھی اسی طرح مارو۔ پہلے لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کی آنکھوں میں ڈالو اور پھر قتل کر دو۔

(الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء۔ جلد ۲۳ نمبر ۲۱ صفحہ ۷)

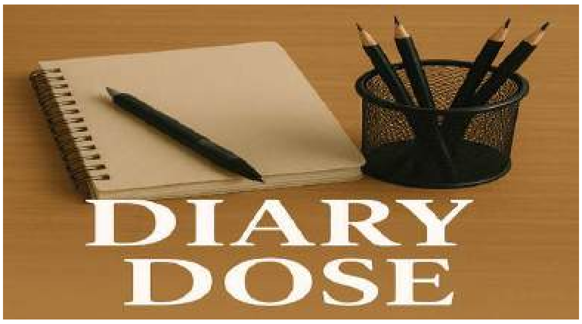

سوال: ملائیشیا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا قرآن مجید کی تلاوت بغیر وضو کے کر سکتے ہیں۔ یا وضو کرنا ضروری ہے۔ بعض لوگوں کا وضو زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا، ان کے لیے کیا اسلامی حکم ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ یکم فروری ۲۰۲۴ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: قرآن کریم پڑھنے کے لیے ہوش وحواس قائم ہونے ضروری ہیں تاکہ انسان کو علم ہو سکے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، اسی لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایماندارو! جب تک تم اپنے حواس میں نہ ہو نماز کے قریب نہ جاؤ اس وقت تک کہ تم جو (کچھ) کہہ رہے ہو اسے سمجھنے (نہ) لگو۔ (النساء: ۴۴)

آنحضور ﷺ کے بارہ میں بھی احادیث میں یہی آتا ہے کہ حضور ﷺ رات کے وقت جب بیدار ہوتے تو بعض اوقات اسی وقت قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھتے تھے لیکن اس سے پہلے اپنے چہرہ مبارک پر اچھی طرح ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کر لیا کرتے تھے۔ پھر بعد میں اٹھ کر وضو فرماتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے۔ (صحیح بخاری کتاب الوضوء)

خلافت کے ساتھ آپ کا وفا کا تعلق ہو

آپ لوگ خلافت کے سپاہیوں میں شامل ہیں۔ لکھتے ہیں ہم سلطان نصیر بن جائیں۔ تو سلطان نصیر بغیر وفا اور اطاعت کے اعلیٰ معیار کے نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ کیا ان کا وفا کا معیار ایسا ہے جو ہونا چاہیے؟ کبھی ان کے دلوں میں شکوہ پیدا نہ ہو؟ اطاعت ایسی ہے کہ چاہے مرضی کے خلاف حکم ملے تو بلا چون و چرا اس کی تعمیل کریں گے۔ جب عملی حالت ایسی ہو گی تبھی اس کا فائدہ ہے۔ اگر عملی حالت ایسی نہیں ہے تو پھر یہ نہ وفا ہو سکتی ہے، نہ اطاعت ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لیے بھی دعا ضروری ہے۔ دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وفا میں کامل ہونے کی توفیق دے اور آپ اطاعت میں سب سے بڑھ کر نمونہ دکھانے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر اسی طرح ایک چیز انتظامی صلاحیت ہے۔ مربی کو انتظامی صلاحیتوں کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے بعض وفات یافتہ مبلغین کے حالات میں بیان کر دیتا ہوں۔ کل ہی میں نے چودھری منیر صاحب کے بھی حالات بیان کیے تھے۔ تو ان کو جس کام پر بھی لگایا گیا خود اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اس کام میں وہ کسی بھی ماہر سے کم رائے نہیں رکھتے تھے حالانکہ مربی تھے کوئی ٹیکنیکل تعلیم نہیں۔ پس مربی کے لیے انتظامی صلاحیت حاصل کرنے کے لیے بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے وقت نکالنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح سوشل میڈیا پر آجکل بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پہلے بھی غالباً کینیڈا کے مربیان سے میری میٹنگ ہوئی ان کو بھی میں نے کہا تھا کہ غلط بحثوں میں نہ پڑیں۔ سوشل میڈیا کا جائز استعمال کریں اور جہاں دیکھیں کہ بحث برائے بحث ہو رہی ہے اور کج بحثی شروع ہو گئی ہے اور ہر ایک نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے وہاں اس بحث سے باہر آجائیں اور یہ کہہ کے آئیں کہ اب یہ بحث فائدے کے لیے نہیں ہو رہی بلکہ نقصان دہ ہے اس لیے میں اس سے نکل رہا ہوں۔ تو پھر دوسروں کو بھی تحریک پیدا ہو گی کہ وہ بھی اس کج بحثی میں نہ پڑیں۔ پس یہ بھی بہت ضروری چیز ہے۔

خطاب حضرت امیر المومنین برائے فارغ التحصیل مربیان جامعہ احمدیہ یوکے و جرمنی ۲۰۲۳ء
و فارغ التحصیل مربیان کرام اور جامعہ احمدیہ کینیڈا سے ۲۰۱۹ء تا ۲۰۲۳ء

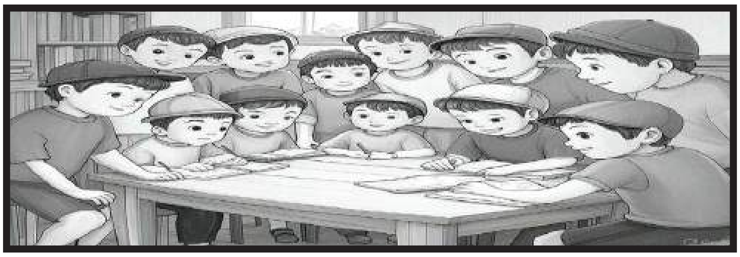

بزم اطفال

اسکرین ٹائم سے نجات کیسے ملے؟

کہتے ہیں کہ علی اور ایمن دو بہن بھائی تھے۔ علی ۸ سال کا تھا اور ایمن ۷ سال کی۔ ان کے پاس ایک نیا فون اور ٹی وی تھا۔ شروع میں وہ تھوڑی دیر کارٹونز دیکھتے، پھر آہستہ آہستہ گھنٹوں فون پر گیمز کھیلنے اور ویڈیوز دیکھنے لگے۔

ماں کہتیں: ”بچو، باہر جا کر کھیلو، کتابیں پڑھو۔“ لیکن علی کہتا: ”بس پانچ منٹ اور!“ اور ایمن کہتی: ”ایک ویڈیو باقی ہے!“

چند ہفتوں بعد، علی کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں اور اسے سر درد رہنے لگا۔ اسکول میں اس کا دھیان نہیں بیٹھتا تھا۔ ایمن چڑچڑی ہوگئی، کھانے میں دل نہیں لگتا تھا اور وہ رات کو دیر سے سوتی تھی۔ ایک دن وہ دونوں کھیلتے ہوئے گر پڑے کیونکہ ان کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔

ماں انہیں ڈاکٹر کے پاس لے گئیں۔ ڈاکٹر نے کہا: ”زیادہ اسکرین ٹائم تمہارے دماغ کو تھکا دیتا ہے۔ تمہاری یادداشت کمزور ہو جاتی ہے، غصہ آتا ہے، اور جسمانی صحت خراب ہوتی ہے۔ آنکھیں کمزور، گردن میں درد، موٹاپے کا خطرہ — یہ سب اسکرین کی زیادتی سے ہوتا ہے۔“

ڈاکٹر نے مشورہ دیا: ”ایک ہفتے کے لیے فون اور ٹی وی بند کر دو۔ اس کی جگہ کھیلو، پڑھو، پینٹنگ کرو، باہر دوڑو۔“

علی اور ایمن نے یہ ”اسکرین ڈیٹاکس“ شروع کیا۔ پہلے دن وہ بہت اُکتائے۔ پھر انہوں نے باغ میں پتنگ اڑائی، پتھروں سے قلعہ بنایا، کہانیاں پڑھیں، اور پہیلیاں حل کیں۔

پانچ دن بعد — علی کی آنکھوں کی سرخی ختم ہو چکی تھی۔ اس کا سر درد جاتا رہا۔ ایمن پھر سے کھانے کا مزہ لینے لگی۔ سب سے بڑھ کر، ان کی نیند گہری اور پرسکون ہوگئی۔

اسکول میں ٹیسٹ ہوا۔ علی نے پہلی بار ریاضی میں پورے نمبر حاصل کیے۔ ایمن نے اپنی کلاس کی سب سے خوبصورت تصویر بنائی۔ استاد نے پوچھا: ”تم دونوں نے اتنے اچھے کیسے ہو گئے؟“

علی مسکرایا: ”ہم نے چمکتی دیوار کے پیچھے چھپے حقیقی کھیل اور دنیا کو دریافت کیا۔ ہمارا دماغ اب تازہ اور چاق ہے!“

ماں بہت خوش ہوئیں۔ اب وہ روز صرف ایک گھنٹہ اسکرین استعمال کرتے ہیں، اور باقی وقت دوستوں کے ساتھ کھیلنے، کتابیں پڑھنے اور نئی چیزیں سیکھنے میں گزارتے ہیں۔

غرض فون اور ٹی وی کا زیادہ استعمال دماغ کو سست کر دیتا ہے، یادداشت کمزور کرتا ہے، آنکھوں اور جسم کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس سے نجات باہر کھیلنے، کتابیں پڑھنے، فن کرنے اور لوگوں سے ملنے میں ہے۔ اس نجات سے دماغ تیز ہوتا ہے، نیند اچھی آتی ہے، خوشی ملتی ہے اور صحت اچھی رہتی ہے۔

131 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للہِ جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعا میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماعات 2026ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ بھارت کے سالانہ اجتماعات کے لئے امسال مورخہ 23، 24، 25/اکتوبر 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہ شفقت منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت اسکے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شامل ہو کر اس سے فیضیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی طرح اس اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔ دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے۔"

(ملفوظات۔ جدید ایڈیشن۔ جلد سوم۔ صفحہ ۶۲۱)

A Khaleel Ahmad , Melapalayam Dist. Tirunalveli and Kanyakumari,State. Tamilnadu

‘Staunch Enemies Accepting Islam After the Conquest of Makkah

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 8th August 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta’awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) said that he would continue mentioning incidents from the Conquest of Makkah, including the conversion of previously staunch opponents to Islam.

Acceptance of Wahshi bin Harb

His Holiness(aba) said that another opponent of Islam who accepted Islam at the time of the Conquest of Makkah was Wahshi bin Harb, the same person who had martyred Hazrat Hamzah(ra) at the Battle of Uhud. After the Conquest of Makkah, he fled to Ta’if; however, when the people of Ta’if sent emissaries to the Holy Prophet(sa), he accompanied them. When the Holy Prophet(sa) asked if he was the same Wahshi who had killed his uncle Hamzah(ra). The Holy Prophet(sa) asked Wahshi to avoid being in his sight, so as not to remind him of that incident. After the demise of the Holy Prophet(sa), when the false prophet Musailimah Kazzab emerged, Wahshi intended to kill him to make up for having killed Hazrat Hamzah(ra).

Acceptance of Sarah

His Holiness(aba) said that another person was the bondswoman of Amr bin Hashim, named Sarah, who used to sing songs. At the time of the Conquest of Makkah, she submitted before the Holy Prophet(sa), expressing that she was needy. The Holy Prophet(sa) asked what had happened to the songs she would sing. She said that ever since the leaders of the disbelievers were killed in the Battle of Badr, they stopped listening to songs. The Holy Prophet(sa) granted her a camel. However, even afterwards, she continued singing songs against the Holy Prophet(sa). Later, she was the same person with whom Hazrat Hatib’s(ra) letter to the Quraish was found. She accepted Islam and remained alive until the era of Hazrat Umar’s(ra) caliphate.

Acceptance of Fartanah

His Holiness(aba) said that then there was the bondsman of Ibn Khattal,

Fartanah, who also used to sing songs against the Holy Prophet(sa). She too accepted Islam.

Acceptance of Harith bin Hisham

His Holiness(aba) said that another prominent person who accepted Islam was the Makkan leader Harith bin Hisham, and he was Abu Jahl's cousin. At the Conquest of Makkah, he entered the home of Umm Hani(ra) because Hazrat Ali(ra) was after him to kill him. Hazrat Umm Hani(ra) informed the Holy Prophet(sa) that she had granted protection to Harith bin Hisham, and the Holy Prophet(sa) said that anyone she had granted protection to was safe. He was embarrassed to be seen by the Holy Prophet(sa) because he had only seen him with the disbelievers. However, he then remembered the kindness and forbearance of the Holy Prophet(sa). Hence, he went to meet the Holy Prophet(sa) at the mosque and was happily greeted by him, and then Harith bin Hisham accepted Islam.

Acceptance of Suhail bin Amr

His Holiness(aba) said that Suhail bin Amr also accepted Islam. He too was a leader of Makkah and was the representative of Makkah during the negotiations of the Treaty of Hudabiyah. When the Conquest of Makkah happened, he closed himself in his home and sent his son to the Holy Prophet(sa) to seek security for him, because he feared for his life on account of the opposition he had shown towards Islam, even though the Holy Prophet(sa) had granted general amnesty. Upon meeting his son, the Holy Prophet(sa) assured that Suhail was protected. The Holy Prophet(sa) instructed the companions that if they saw Suhail out and about, they should not cast piercing glances at him, for he could not avoid accepting Islam for too long. He participated in the Battle of Hunain even though he had not yet accepted Islam. It was on the way back from the Battle of Hunain that he accepted Islam, and from that point on, a revolutionary spiritual change came about in him.

During the Farewell Pilgrimage, when the Holy Prophet(sa) cut his hair, Hazrat Abu Bakr(ra) saw Suhail(ra) taking the hair and rubbing it over his eyes. Hazrat Abu Bakr(ra) thought that this was the same person who had refused 'In the name of Allah the Gracious the Merciful' being written at the top of Hudaibiyah or 'Messenger of Allah' being written beside the Holy Prophet's (sa) name on the Treaty of Hudaibiyah. Hazrat Abu Bakr(ra) praised God for such a massive change coming about in Suhail(ra). Similarly, after the demise of the Holy Prophet(sa), Suhail(ra) stood up to those who were becoming apostates and urged them to see reason. Many were influenced by his powerful words, as a result of which

they remained steadfast upon Islam.

Acceptance of the Sons of Abu Lahab

His Holiness(aba) said that then there is the conversion to Islam of Utbah and Mu'attib. During the Conquest of Makkah, the Holy Prophet(sa) asked where the sons of Abu Lahab were. The Holy Prophet(sa) instructed Hazrat Abbas(ra) to find them and bring them to him. The Holy Prophet(sa) invited them to Islam, and they both accepted and pledged allegiance at his hand. They then went to the area of the Ka'bah between the Black Stone and the door of the Ka'bah, which is known to be a place of acceptance of prayers. The Holy Prophet(sa) was visibly happy upon this incident.

Acceptance of Safwan bin Umayyah

His Holiness(aba) said that then there is the incident of Safwan bin Umayyah's acceptance of Islam. He was the son of the Makkan chieftain Umayyah bin Khalaf. He was a staunch opponent of Islam and inflicted hardships against the Muslims in Makkah and had even plotted to assassinate the Holy Prophet(sa). Upon the Conquest of Makkah, he fled out of fear. His friend Umair bin Wahb(ra), who had accepted Islam, sought protection on his behalf, which the Holy Prophet(sa) granted. He requested a token from the Holy Prophet(sa), which he could take to Safwan as proof of his protection, upon which the Holy Prophet(sa) granted his turban. Hazrat Umair(ra) reached Safwan right as he was about to board a boat in the Red Sea and informed him that he had ensured protection. Safwan said he would not believe it until he saw some token ensuring his protection, upon which Umar(ra) presented the Holy Prophet's (sa) turban.

Safwan then went to the Holy Prophet(sa) and asked for a period of two months, as he was not yet ready to accept Islam. The Holy Prophet(sa) said that he could take four months if he liked. Later, after the Battle of Hunain, when the Holy Prophet(sa) was distributing the spoils of war, he observed Safwan staring at the wealth which had been gathered in a valley. The Holy Prophet(sa) granted Safwan all the wealth. Safwan said only a prophet could be so generous, and he thus accepted Islam.

Revolutionary Transformation in Those Who Accepted Islam

His Holiness(aba) said the chieftains of Makkah who went on to accept Islam brought about a profound and revolutionary spiritual change within themselves. During the time of Hazrat Umar's(ra) caliphate, those who hailed from the chieftains of Makkah were bothered to see that those who were once slaves were seemingly being warmly welcomed and given more attention than them. When they asked Hazrat Umar(ra) about this, he said that these

were the people who were honoured in the sight of the Holy Prophet(sa). The Makkans said that they were aware that their forefathers had brought shame to their name due to their opposition to Islam, and so they asked how they could rectify this. Hazrat Umar(ra) indicated to them that if they took part in the wars which were ongoing in Syria at the time, then this could remove the blight from their family name. Thus, they went to partake in those wars, resulting in many of them being martyred, thereby restoring honour to their family's name. At the conclusion of the war, the Muslims found 12 severely injured Muslims. Among them was Ikrimah, and he was offered water. Ikrimah looked around and saw the son of Hazrat Abbas(ra) who was also injured. Ikrimah said that he could not bear to drink water before those who supported the Holy Prophet(sa) early on, while he was still an opponent, and said that the water should be given to Fadl bin Abbas(ra). He signalled that the next person should be given water first, who then signalled to the next, and so on, until ultimately they all passed away.

Removing the Scourge of Idolatry

His Holiness(aba) said that after the Conquest of Makkah, the Holy Prophet(sa) sent envoys in different directions to invite people to Islam and also to destroy any idols. There were three prominent idols in Arabia, Lat, Manat and Uzza, to whom Arabs were devoted. The Qur'an mentions these idols and says, 'Now tell me about Lat and Uzzah, and Manat, the third one, another goddess. What! For you males and for Him the females! That indeed is an unfair division. These are but names which you have named – you and your fathers – for which Allah has sent down no authority. They follow naught but conjecture and what their souls desire, while there has already come to them guidance from their Lord.' (The Holy Qur'an, 53:20-24)

His Holiness(aba) said that right after the Conquest of Makkah, the Holy Prophet(sa) instructed that all idols should be destroyed, and this proved very wise and it resulted in the fear which people had in their hearts for these idols to be removed and for them to realise that only the One true God was to be feared.

His Holiness(aba) said that he would continue mentioning these incidents in the future.

Funeral Prayers

His Holiness(aba) said that he would lead the funeral prayers in absentia of the following:

Chaudhary Abdul Ghafoor of Hyderabad. He initially studied in Qadian and then obtained further education in Rabwah and also studied in Karachi to become a Mechanical

Engineer. After his retirement, he dedicated his life to serving the faith and spent two years in Africa working on a project. He was at the forefront in offering financial sacrifices.

He served the Community in various capacities. He is survived by three sons and five daughters. One of his daughters says that he would say that service to humanity was his bank balance. He served and helped people without discrimination. He was ready to provide any financial sacrifice whenever needed, even once selling his shop in Rabwah to fulfil an appeal for financial sacrifice made by the Third Caliph(rh). His Holiness(aba) said that he also visited him when he was in Pakistan and stayed with him, commenting that he was indeed very hospitable.

Once, His Holiness(aba) had to travel at night in Sindh at a time when conditions were not favourable; however, Chaudhary Abdul Ghafoor went along and made sure His Holiness(aba) reached his destination, and then instead of staying the night, Chaudhary Abdul Ghafoor traversed those same conditions to return home on his own. He was very open about the fact that he was an Ahmadi, and many government officials knew he was an Ahmadi. His Holiness(aba) prayed that may Allah grant him forgiveness and mercy and enable his children to carry on the legacy of his virtues.

Muhammad Ali of Faisalabad. He is survived by three sons and five daughters. One of his sons is a missionary serving in Zambia, and due to being in the UK for the Jalsa Salana (Annual Convention), he was unable to attend his father's funeral.

Muhammad Ali possessed many virtuous qualities and had a strong connection with Khilafat. He was attached to the Community and gave whatever he could in financial sacrifices. When MTA was launched, he immediately purchased a TV so he could see and hear the Khalifah live. He was also made to face difficulties on account of being an Ahmadi and was even let go from his employment. However, as a result of prayers, he was given his same position a little while later and continued on treating everyone well. His Holiness(aba) prayed that may Allah grant him forgiveness and mercy and enable his children to carry on the legacy of his virtues.

Summary prepared by The Review of Religions

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

APRIL FOOL
A SIN OR A JOKE?

By Musawir Ahmed Mubashir

Unmasking the April Fool

A Historical and Islamic Journey Beyond the Prank

April Fool's Day, observed annually on the first of April, is a custom where individuals play practical jokes and spread hoaxes, often at the expense of others. While many view it as harmless entertainment, the Ahmadiyya Muslim Community guided by the pristine teachings of the Holy Prophet Muhammad (PBUH) and the Promised Messiah (PBUH) views the foundation of this day with great caution. In a world where "fake news" and deception are becoming systemic, Islam Ahmadiyya reminds us that a "small lie" for the sake of a joke can have a large impact on one's spiritual purity.

The History of April Fool

From Calendars to Global Hoaxes

While the exact origin of April Fool's Day is a subject of debate among historians, several key theories are supported by historical records and news archives:

1. The Gregorian Calendar Shift (1582)

The most widely accepted theory traces back to 1582 when France transitioned from the Julian calendar to the Gregorian calendar. According to historical records maintained by History.com and Britannica, the New Year was previously celebrated around April 1st. When the New Year moved to January 1st those who were slow to receive the news or refused to accept the change were mocked. People played pranks on them, such as pinning paper fish to their backs-a tradition known in France as Poisson d'Avril, symbolizing an innocent person easily "caught" by a lie.

2. The "Washing of the Lions" (1698)

One of the first documented instances of a mass public prank occurred in London. Archives from the Museum of Hoaxes and BBC News describe how, on 01, April 1698 a large crowd was tricked into visiting the Tower of London to witness the "Washing of the Lions". Upon arrival, the people realized the event did not exist. This is noted by historians as one of the earliest examples of using a "Fool's errand" to deceive the public for entertainment.

3. The BBC Spaghetti Harvest Hoax (1957)

In modern history, a significant

turning point for media-driven deception occurred when the respected news program Panorama aired a segment. As reported by CNN and the BBC's own archives, the broadcast showed Swiss farmers supposedly harvesting spaghetti from trees. Thousands of viewers believed the story and contacted the station to ask how they could grow their own. This event proved how easily even a "trusted" news source could spread falsehood under the guise of a joke.

4. The Ancient Roman "Hilaria"

Research highlighted by The Guardian and National Geographic links April 1st to the ancient Roman festival of Hilaria (Latin for joyful). During this festival, followers of the cult of Cybele would dress in disguises and mock their neighbours and local officials. This ancient tradition of mockery and imitation is viewed by many scholars as a direct precursor to the modern-day culture of playing pranks.

5. The "Spain Narrative" and Historical Reality

A narrative exists in some Muslim circles suggesting that April Fool's commemorates a trick played on Muslims during the fall of Andalusia (Spain). However, research published in Al Hakam (the Ahmadiyya Weekly) and the Review of Religions clarifies that the fall of Granada actually occurred in January 1492. While this story serves as a reminder of the dangers of deception, the primary Ahmadiyya objection to the day remains the Islamic principle of truthfulness, which forbids lying regardless

The Spiritual Conflict

Truth vs "Entertainment"

While the world views April Fool's Day as a harmless tradition, Islam teaches that our words have a deep spiritual weight. For an Ahmadi Muslim, the standard of conversation is not "Is it funny?" but "Is it true?"

The Holy Quran commands: "O ye who believe! Fear Allah and say the right word" (33:71). This "right word"(Qawl-e-Sadeed) means a word that is straight, honest, and free from any hidden deception. The Promised Messiah (as) taught that truthfulness is the mother of all virtues. He emphasized that a person who cannot avoid "small" lies in jokes will eventually find it impossible to stay truthful in major matters of life. By participating in April Fool, a person knowingly violates this Quranic command for the sake of a temporary laugh.

Islam does not forbid humour, but it strictly forbids humour built on falsehood. The Holy Prophet Muhammad (PBUH) warned: "Woe to him who tells lies so that others may laugh; woe to him, woe to him!" (JAMI'AT-TIRMIDHI). This Hadith specifically targets the "culture"of April Fool's Day. In the eyes of God, a lie told to "trick" a friend is still recorded as a lie.

In this era, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad, the Mahdi and Messiah (PBUH), strictly condemned April Fool›s Day. He

expressed his views in one of his book, he writes:

"April Fool's is such an evil custom that telling lies without any reason is considered a sign of culture. This is a practice of Christian civilization and Gospel teachings. It appears that Christian people are very fond of lying. Their practical conduct is a witness to this."

(Roohani Khizain Vol.9 Page 408,409)

While the world may see April Fool's Day as a harmless 'tradition,' for a seeker of truth, there is no such thing as a harmless lie. As Ahmadi Muslims, our goal is to reach a state of 'Taqwa' (righteousness) where every word we utter is weighted with honesty. By rejecting these deceptive customs, we protect our souls from the slow erosion of moral values. Let us strive to make our humour pure and our speech a reflection of the 'Right Word' (Qawl-e-Sadeed), ensuring that our entertainment never comes at the cost of our integrity.

It is essential for every believer to recognize that Islam does not separate 'jokes' from 'reality' when it comes to truthfulness. A lie told in jest is still a departure from the path of God. Let us commit to building a culture of honesty that transcends temporary trends, remembering that the beauty of a Muslim lies in the unwavering truth of their character.

CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

H.A. GHOURI
9848955134
7013492780
GHOURI ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔"
(کلام امام الزمان)

Khilafat
A Beacon of Hope in This Warring Era

A World on the Edge

The world today feels increasingly unsettled. Conflicts continue to erupt, tensions between powerful nations are rising, and the language of peace is often overshadowed by displays of strength and dominance. What once seemed like distant threats now feel alarmingly close, and for many, the fear of a large-scale global conflict is no longer unthinkable. In such an atmosphere of uncertainty, humanity searches for guidance, stability, and hope. Yet, while political systems struggle to provide lasting solutions, there exists a divinely guided institution that continues to offer clarity and reassurance—Khilafat.

A Divine Promise of Khilafat

Khilafat is not a system born of human design, but a manifestation of divine promise. Allah the Almighty states in the Holy Qur'an:

"Allah has promised to those among you who believe and do good works that He will surely make them successors in the earth… and that He will surely give them in exchange security and peace after their fear."[1]

This divine assurance establishes Khilafat as a means through which fear is transformed into peace. It shifts the believer's reliance away from worldly systems toward divine guidance. The continued establishment of Khilafat within the Ahmadiyya Muslim Community stands as a living fulfilment of this promise, reminding the world that God's system of guidance has not been withdrawn.

The Divine Manifestation in This Age

In an era where leadership is often defined by authority and control, Khilafat offers a model grounded in humility and service. Under the guidance of Mirza Masroor Ahmad, the global Ahmadiyya Muslim Community reflects a unity that transcends race, language, and geography.

Through the global reach of Muslim Television Ahmadiyya, the Khalifa's voice reaches millions, nurturing a spiritual connection that is deeply personal yet globally unified. As Hazrat Khalifatul Masih V (aba) states:

"Khilafat is a great blessing of Allah the Almighty. It is through Khilafat that unity is established and faith is

strengthened."[2]

This unity is not enforced; it is inspired. It is a sign of divine help, manifesting in a world otherwise divided.

Warnings of a Third World War

Among the most striking aspects of Khilafat today is its unwavering warning regarding the state of the world. Mirza Masroor Ahmad[aba] has repeatedly cautioned that humanity is moving dangerously close to another global war.

"If we do not act with justice, then the world is heading towards destruction and a third world war is inevitable."[3]

Drawing attention to historical parallels, he states:

"The circumstances of the world today are extremely perilous and resemble the conditions that led to the First and Second World Wars."[4]

The gravity of this warning is intensified when considering modern warfare. As he has explained:

"If a third world war were to break out, its consequences would be far more devastating and long-lasting than ever before."[5]

These words are not political rhetoric—they are a spiritual alarm, calling humanity to awaken before it is too late.

Guidance to Save Humanity

Khilafat does not merely warn; it guides. The solution it presents is deeply rooted in justice. As Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) declares:

"Peace cannot be established in the world without justice."[6]

He has urged world leaders to abandon double standards and to ensure fairness in international relations. Economic imbalance, exploitation, and political arrogance, he explains, are among the key drivers of global unrest.

Yet beyond these structural issues lies a deeper crisis—the spiritual decline of humanity. Khilafat calls the world back to its Creator, emphasizing that without moral reformation, no system can sustain peace. True transformation begins within the human heart.

Responsibilities of Powerful Nations

The guidance of Khilafat places immense responsibility upon global leaders. Mirza Masroor Ahmad[aba] has repeatedly reminded them that power is a trust, not a privilege.

"The need of the hour is for all people, particularly world leaders, to recognise their Creator and fulfil the rights of mankind."[7]

He warns that policies driven by self-interest rather than justice will inevitably lead to destruction. True leadership, according to Khilafat, lies not in dominance, but in justice, humility, and accountability.

Responsibilities of an Ahmadi Muslim

While global leaders bear great responsibility, Khilafat also turns attention toward individual reform. An Ahmadi Muslim is expected to embody

the teachings of Islam in both word and action.

Hazrat Khalifatul Masih V (aba) advises:

"You should become true embodiments of 'Love for All, Hatred for None' and spread peace in the world."[8]

This requires sincerity in prayer, excellence in conduct, and unwavering obedience to Khilafat. The Holy Qur'an reminds believers to obey Allah and His Messenger, and through Khilafat, this obedience continues in a living, practical form. Ahmadis are called not only to believe in peace but to live it—to become ambassadors of compassion in a fractured world.

Conclusion

A Beacon of Hope

As the world moves through an era marked by fear and uncertainty, Khilafat stands as a source of unwavering hope. It offers a vision not shaped by conflict, but by justice, compassion, and divine guidance.

The warnings of Mirza Masroor Ahmad serve as a powerful reminder of what lies ahead if humanity fails to change course. At the same time, his guidance provides a clear and achievable path toward peace.

In a world searching for answers, Khilafat offers something rare and profound: certainty rooted in faith. It calls humanity back from the brink and invites it toward a future defined not by war, but by unity and harmony.

In this warring era, Khilafat remains a radiant beacon of hope for all mankind.

References

1. The Holy Qur'an, Surah al-Nur, Ch.24: V.56
2. Alislam, Friday Sermon, 27 May 2022
3. Address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), European Parliament, Brussels, 4 December 2012
4. Address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), Capitol Hill, Washington DC, 27 June 2012
5. Ibid. and various international addresses compiled on Alislam.org
6. Address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), National Press Club, Washington DC, 29 June 2012
7. Address by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), UK Houses of Parliament, 22 October 2008
8. Friday Sermons of Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba), various, Alislam.org

When we think of invasive species, dangerous animals often come to mind—but plants can be invaders too. Invasive plants are species introduced to regions where they do not naturally occur and then spread aggressively, causing harm to the environment, economy, and even human health.

It is important to note that not every foreign plant becomes invasive. Many introduced species fail to survive in new environments, while others coexist harmlessly. Invasive plants, however, possess special traits that help them dominate. They often grow faster, reproduce rapidly, produce large numbers of seeds, and adapt easily to different environmental conditions.

Many invasive plants were originally introduced intentionally for ornamental or agricultural purposes. For example, Lantana camara, now one of India's most problematic invasive plants, was introduced in the 19th century as a decorative shrub. Similarly, Parthenium hysterophorus, a harmful weed, is believed to have entered India through wheat imports in the 1950s.

Once established, invasive plants can seriously disrupt ecosystems. They outcompete native plants for sunlight, water, and nutrients, often taking over entire habitats. Some release chemicals into the soil that inhibit the growth of surrounding plants—a process known as allelopathy. Others increase the risk of wildfires and soil erosion.

Invasive species can reduce biodiversity by disturbing animal habitats and food chains. Studies have shown that dense lantana growth reduces bird diversity in Indian forests. Some invasives, like parthenium, are also toxic to livestock and can trigger skin allergies and respiratory problems in humans.

India is estimated to host more than 200 invasive plant species, including water hyacinth, Siam weed, and mesquite. Despite efforts such as uprooting, burning, and biological control, complete eradication remains difficult.

Public awareness is therefore crucial. Gardeners can help by choosing native plants over invasive ornamentals. Travelers can reduce spread by cleaning shoes, clothing, and gear before moving between regions.

Invasive plants may appear harmless, but their long-term consequences are profound. Protecting biodiversity requires not only government action but also responsible choices from ordinary citizens. In the fight for ecological balance, awareness is our first line of defense.

Source:https://india.mongabay.com/2019/06/what-are-invasive-plants/

Health & Fitness Corner

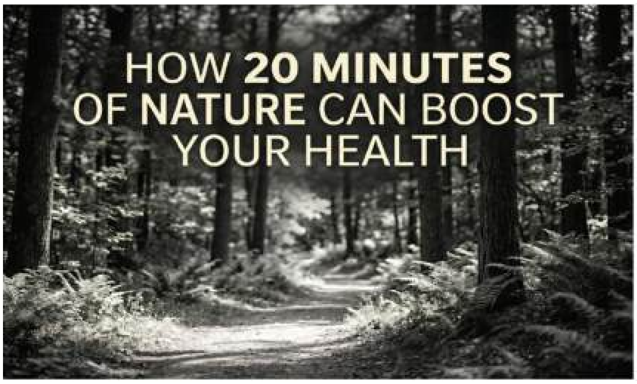

If you have ever felt calmer after a walk in the park or a stroll through the woods, science suggests that feeling is not just psychological—it is biological. Spending only 20 minutes in nature can trigger measurable changes in the body, improving both physical and mental health.

One of the first effects of being in nature is that the body begins to relax automatically. Seeing green trees, hearing birdsong, and smelling fresh air can activate the autonomic nervous system in ways that lower blood pressure, slow heart rate, and promote physiological calm. A UK study involving nearly 20,000 people found that those who spent at least 120 minutes in nature each week were significantly more likely to report good health and greater psychological well-being.

Nature also influences the body's hormonal system. Time outdoors has been shown to reduce levels of cortisol and adrenaline, the hormones associated with stress and anxiety. In one study, people exposed to the scent of Hinoki (Japanese cypress) oil for three days experienced a notable drop in adrenaline and a rise in natural killer cells—immune cells that help the body fight viruses. Elevated levels of these cells remained even two weeks later.

The smell of nature itself appears to have powerful effects. Trees and soil release organic compounds that enter the bloodstream when inhaled. The scent of pine, for example, can produce a calming effect within 90 seconds, with benefits lasting around 10 minutes. Even infants with no learned associations to scents have shown calming responses when exposed to certain naturally occurring aromas.

Nature may also support gut and immune health. Soil and plants contain beneficial bacteria similar to those found in probiotic products. Contact with these microbes—through gardening, touching soil, or outdoor play—may help strengthen the body's microbiome and support immune function. Researchers suggest that the antimicrobial chemicals released by plants may also help the body resist disease.

Incorporating even brief moments of nature into daily life may offer meaningful health benefits—physically, mentally, and emotionally.

Source: https://www.bbc.com/news/articles/cvg0yvdjgn5o

REPORTS
From across India

ملکی رپورٹس

"Serving Humanity
Khuddam-ul-Ahmadiyya Korel Kashmir Organize Blood Donation Drive"

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Korel organized a blood donation drive on 31 March 2026, where 19 Khuddam contributed to strengthening hospital reserves and serving humanity. The medical staff at the District Hospital expressed their sincere gratitude to Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Korel for this meaningful contribution. Blood shortages remain a constant challenge for healthcare facilities, and the addition of blood units significantly enhances the hospital's ability to respond to emergencies.

خدام الاحمدیہ قادیان کا مثالی خدمتِ خلق پروگرام
تبلیغ، وقارِ عمل، شجر کاری اور شبیل کا اہتمام

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی منظوری سے مؤرخہ 24/اپریل 2026ء بروز جمعۃ المبارک باجماعت نماز تہجد، یوم تبلیغ، وقار عمل، شبیل یعنی شربت پلانے اور یوم شجر کاری کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

یوم تبلیغ کے تحت تقریباً 200 سے زائد لیفلٹس، 5 عدد سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بزبان پنجابی صاحب علم اشخاص کو بغرض مطالعہ فراہم کی گئی۔ وقار عمل کے لئے 50 سے زائد خدام پر مشتمل ایک ٹیم سول ہسپتال قادیان لے جایا گیا اور SMO صاحب کے موجودگی میں ہسپتال کی مکمل صفائی وقار عمل کے ذریعہ کروائی گئی۔ اسی طرح احمدیہ قبرستان جدید (یعنی بچہ قبرستان میں) میں وقار عمل کے ذریعہ منہدم قبروں پر مٹی ڈال کر ہموار کروایا گیا۔ نور ہسپتال قادیان کے مین گیٹ کے سامنے شعبہ خدمت خلق کے تحت شبیل لگوایا گیا تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ 3500 سے زائد اشخاص نے شبیل سے استفادہ حاصل کیا۔ نیز یوم شجر کاری کے تحت 30 سے زائد پودے مختلف حلقہ جات میں لگوائے گئے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ محمود آباد، اوڈیشہ کی طرف سے ”letter to huzoor“ کا انعقاد

مجلس اطفال الاحمدیہ چنتہ کنٹہ، حیدر آباد کی طرف سے ”letter to huzoor“ کا انعقاد

خدام الاحمدیہ کنور، کیرالہ کی طرف سے اطفال کیمپ کا انعقاد

خلافت سے وابستگی کے عنوان پر خدام الاحمدیہ شموگہ، کرناٹک کی طرف سے ڈسکشن کا انعقاد

خدام الاحمدیہ غنچہ پاڑا، اوڈیشہ کی طرف سے ”Water Stall“ کا انعقاد

خدام الاحمدیہ یادگیر، کرناٹک کی طرف سے ”Atfal Summer Camp“ کا انعقاد

خدام الاحمدیہ محمود آباد، اوڈیشہ کی طرف سے تربیتی اجلاس کے انعقاد کی تصویر

خدام الاحمدیہ کیرنگ، اوڈیشہ کی طرف سے ”ورلڈ واٹر ڈے“ پر مفت پانی اور شربت کی تقسیم